ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محموداً

تار کا پتہ الفضل قادیان

الفضل قادیان

ایڈیٹر۔ غلام نبی

The ALFAZL QADIAN.

نمبر ۱۲۳ | مورخہ ۱۶ اپریل ۱۹۳۳ء یوم یکشنبہ | مطابق ۲۰ ذوالحجہ ۱۳۵۱ھ | جلد ۲۰

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق ۱۳-اپریل بوقت ۳ بجے بعد دوپہر کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ حضور کی طبیعت آج خدا کے فضل سے نسبتاً اچھی ہے۔ کل بھی بخار نہ تھا۔ اور آج بھی خیریت ہے۔

جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب ناظر دعوۃ و تبلیغ جو ۷-اپریل کو بعض ضروری امور کی سرانجام دہی کے لئے جموں گئے تھے۔ واپس تشریف لے آئے ہیں۔

۱۳-اپریل۔ جناب مولوی عبد الرحیم نیر صاحب کی لڑکی کے رخصتانہ کی تقریب عمل میں آئی حضرت مجلس مشاورت کا پہلا اجلاس بعد نماز جمعہ تعلیم الاسلام ہائی سکول کے ہال میں ہوا۔ مختلف مقامات کے نمائندے کافی تعداد میں شریک ہوئے۔ مفصل روئداد انشاء اللہ آئندہ درج کی جائے گی۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

انجیل کی تعلیم انسانی فطرت کے خلاف ہے

(فرمودہ ۱۷-اپریل ۱۹۰۳ء)

کالجوں اور مدرسوں میں انجیل پڑھانے کے متعلق ذکر ہوتے ہوئے فرمایا "ہمیں تو تعجب آتا ہے۔ کہ یہ لوگ انجیل کو پیش کس خیال سے کرتے ہیں۔ اس کی تعلیم تو انسانی فطرت ہی کے خلاف پڑی ہوئی ہے۔ اور تو اور ایک درخت کی طرح مثال خیال کرو۔ اور اس کی مختلف شاخوں کو انسان کے مختلف قویٰ۔ انسان اس [illegible] کہ وہ مختلف اوقات پر مختلف قویٰ سے کام لے۔ کیونکہ اس کی فطرت میں اس کی پیدائش کے وقت سے ایسا ہی رکھا گیا ہے۔ کیونکر ہو سکتا ہے۔ کہ ایک انسان کو ایک وقت ایک بجا اور با محل غضب ہو۔ تو اس کی جگہ حلم کرے۔ اور ہمیشہ ایک قوت سے کام لے دوسرے قوے کے ظہور کا موقع ہی نہ آئے۔ اگر ایسا ہی خدا نے کرنا تھا تو اتنے مختلف قویٰ کیوں انسان کو دیئے۔ صرف ایک عفو اور حلم ہی دیتا باقی قوے سے جب کام لینا ہی گناہ تھا۔ تو وہ عطا کیوں کئے۔ نہیں ایسا نہیں بلکہ انسان کی انسانیت اور اخلاق فاضلہ ہی اسی میں ہیں۔ کہ محل اور موقعہ کے مطابق اپنے قویٰ کا استعمال کرے۔ ورنہ ہمیں اور حیوانوں میں بلا امتیاز کیا ہوا ہم دنیا میں دیکھتے ہیں۔ کہ بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ اگر ان سے ایک دو مرتبہ عفو اور درگزر کیا جائے۔ اور نیک سلوک کیا جائے۔ تو اطاعت میں ترقی کرتے اور اپنے فرائض کو پورے طور ادا کرنے لگ جاتے ہیں۔ اور بعض ایسے ہوتے ہیں کہ اگر عفو کیا جائے۔ تو وہ شرارت میں اور بھی زیادہ [illegible] احکام کی پرواہ نہ کرکے ان کو توڑنے کی طرف دوڑتے ہیں اب اگر ایک خدمت گار کو جو نہایت شریف الطبع آدمی ہے۔ اور اتفاق اس سے ایک غلطی ہو گئی ہے۔ اسے اٹھ کر مارنے اور پیٹنے لگ جائیں۔ تو کیا وہ کام دے سکیگا۔ نہیں بلکہ اس سے تو عفو کرنا اور درگزر کرنا ہی اس کیواسطے مفید اور اس کی اصلاح کا موجب ہے۔ مگر ایک شریر کو کہ جس پر بارہا تجربہ ہو گیا ہے۔ کہ وہ عفو سے نہیں سمجھتا۔ بلکہ اور بھی شرارت میں قدم آگے رکھتا ہے

ہر قسم کے بقائے جلد صاف کئے جائیں

چونکہ مالی سال کے اختتام میں چند دن رہ گئے ہیں اس لئے ہر ایک وُہ احمدی جماعت جس کے ذمہ کسی قسم کا بقایا ہو۔ بقایا کی ادائگی کے لئے سرگرم جدوجہد کرے۔ اور بقایا دار اصحاب سے روپیہ وصُول کرنے کے لئے ہر وُہ مناسب و موزوں صورت اختیار کی جائے۔ جو ممکن ہو۔ لیکن اگر باوجود اس کے کسی جگہ کامیابی نہ ہو۔ تو مفصل حالات سے مجھے اطلاع دی جائے۔ تاکہ اس کے متعلق اگر میں کوئی انتظام کر سکوں۔ تو کروں۔ ناظر بیت المال۔ قادیان۔

رسالہ البشارۃ الاسلامیۃ الاحمدیۃ
سال میں چھ مرتبہ

اس رسالہ کا دسمبر ۱۹۳۲ء کو ایک سال ختم ہو چکا ہے۔ آ دوسرا سال شروع ہے۔ اس سال اللہ تعالےٰ کے فضل وکرم پر بھروسہ کرتے ہُوئے بجائے سہ ماہی کے ہر دُوسرے مہینے شائع کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ انشاء اللہ۔ چنانچہ [illegible] کا پہلا نمبر [illegible] شائع ہو چکا ہے۔ جس میں حسب ذیل مضامین ہیں:- (۱) المقارنة بين المسيحية والاسلام (۲) مجدد هذا القرن الرد على سؤال مجلة الرسالة" الغراء (۳) لماذا سمي مجدد الامة الاسلامية بالمسيح۔ (۴) الاسئلة العشرة! (۵) قصيدة في مدح اصحاب النبي صلے الله عليه وسلم (۶) الاستفتاء مزور والفتوى باطلة۔ الرد على جريدة الفتح۔ (۷) نحن ومجلة نور الاسلام الازهرية ؞

مضمون نمبر دوم اچھوتا مضمون ہے۔ جس کا ترجمہ انشاء اللہ الفضل میں شائع ہو گا۔ احباب کرام سے درخواست ہے۔ کہ اس رسالہ کی خریداری منظور فرما کر ممنون فرمائیں۔ اب سالانہ قیمت دو روپے آٹھ آنہ ہے۔ براہ راست یا دفتر نظارت تبلیغ قادیان کی معرفت قیمت بھیجی جا سکتی ہے۔ خاکسار المبشر الاسلامی ابو العطاء [illegible]

چندہ کشمیر اور بیرون ہند احباب کی جدوجہد

جماعت آبادان نے ۳۸۶ ایال مساوی پچاس روپیہ مندرجہ ذیل دوستوں کی طرف سے ارسال کئے ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان احباب کو تیائی کشمیر کی امداد کے بدلہ میں جزائے خیر عطا فرمائے ؞

۱۔ محمد عثمان صاحب بلوچ ۱۰۰ ایال ۲۔ باوا رام صاحب ۲۰ ایال
۳ [illegible] ۴۔ سردار محمد صاحب ۵۰ ـ ـ
۵۔ ڈاکٹر بوٹا خاں صاحب ۱۰ ـ ـ ۶۔ مستری محمد دین صاحب ۴۰ ـ ـ
۷۔ صدقہ کی رقم ۵۵ ـ ـ ۸۔ متفرق احباب ۱۰ ـ ـ
۹۔ شیخ حبیب اللہ صاحب ۲۹ ـ ـ ۱۰۔ مرزا برکت علی صاحب ۱۲ ـ ـ
میزان ۳۸۶ ایال = ۵۰ روپیہ۔ فنانشل سکرٹری۔

بیعتِ خلافت

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز!
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کا ایک عرصہ سے مطالعہ کرتا رہا ہوں۔ اور اس دوران میں حضور کی جماعت اور لاہوری جماعت کے عقائد کا موازنہ بھی تسلی بخش طریق سے کیا گیا۔ لاہوری جماعت کے سرکردہ اصحاب کی صحبت میں بھی متواتر بیٹھنے کا اتفاق ہوا۔ سالانہ جلسوں میں بھی تقریباً ہر سال شرکت کی گئی۔ الحاصل ہر دو جماعتوں کے عقائد کو بہ نظر غائر دیکھنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہوں۔ کہ بمصداق آیت کریمہ کونوا مع الصادقین۔ حضور کی جماعت میں شامل ہو کر آپ کی غلامی کو سعادت دارین خیال کروں ؞

لہٰذا بذریعہ خط ہٰذا یہ خاکسار دین کو دُنیا پر مقدم خیال کرتا ہُوا حضور پُرنور کے دست مبارک پر بیعت کرتا ہے۔ حضور ازراہ کرم میرے حق میں دُعا فرمائیں۔ کہ خداوند کریم عاقبت بخیر کرے۔ آمین ثم آمین

خادم عبد الرحمٰن مدرس مڈل سکول کوٹ رادھا کشن

ممبران احمدیہ فیلوشپ آف یوتھ کو اطلاع

(۱) ماہ اپریل ۱۹۳۳ء کا ٹریکٹ "اسلام کا مسیح موعود" شائع ہو گیا ہے۔ جو ممبر [illegible] نے چندہ نہیں دیا۔ وُہ اپنا چندہ بھیج کر ٹریکٹ منگوالیں ؞

(۲) "صداقت مسیح موعود از رُوئے بائبل" جو یوم التبلیغ کے موقعہ پر شائع کیا گیا تھا۔ کافی تعداد میں موجود ہے۔ جن احباب کو ضرورت ہو۔ ۱۲ر سینکڑہ کے حساب سے منگوالیں ؞

بشیر احمد۔ صادق
سکرٹری احمدیہ فیلوشپ آف یوتھ ۶۔ لٹن روڈ۔ لاہور۔

پانچ مارچ کو یوم التبلیغ کس طرح منایا گیا

کنجاہ - ۵۔ مارچ کو بازار میں دو دکانوں پر مختلف اصحاب نے فریضہ تبلیغ ادا کیا۔ یہاں چونکہ اکثریت ہندوؤں کی ہے اس لئے زیادہ تر وُہی زیر تبلیغ ہے۔ خاکسار عبد الغنی سکرٹری انجمن احمدیہ۔

لودھراں۔ مقامی جماعت نے خدا تعالےٰ کے فضل سے حسب الحکم حضرت خلیفۃ المسیح الثانی غیر مسلموں کو خوب تبلیغ کی۔ ٹریکٹ بھی تقسیم کئے گئے۔ خاکسار محمد سلطان

گوجرانوالہ - یوم التبلیغ کے موقعہ پر سکھوں ہندُوؤں عیسائیوں اور جینیوں وغیرہ کو تبلیغ کی گئی۔ مختلف ٹریکٹ مصباح اور فاروق کے پرچے بکثرت تقسیم کئے گئے۔ خاکسار۔ غلام قادر

ڈیرہ غازیخاں - یوم التبلیغ نہایت شاندار طریق پر منایا گیا۔ دن بھر سب احمدی دوستوں نے اپنے اپنے حلقہ واقفیت میں تبلیغ کی۔ وکیلوں۔ استادوں۔ دوکانداروں۔ اہلکاروں غرض ہر طبقہ کے لوگوں کو تبلیغ کی گئی۔ ایک سو اصفحہ کا ٹریکٹ بھی خاصی تعداد میں تقسیم کیا گیا۔ ہندُوؤں نے شرافت اور دلچسپی سے ہماری باتیں سنیں۔ خاکسار مولا بخش۔

شملہ - ۵۔ مارچ کو تبلیغ ڈے عمدگی کے ساتھ منایا گیا۔ مصباح کا خاص نمبر اور کچھ انگریزی ٹریکٹ عیسائیوں اور ہندوؤں میں تقسیم کئے گئے۔ چماروں کو بھی تبلیغ کی گئی۔ خاکسار فضل محمد خاں۔

سارچور۔ یہاں سکھوں پر حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کا مسلمان ہونا ثابت کیا گیا۔ اور اس ضمن میں جو اعتراضات ہُوئے ان کے جواب دیئے گئے۔ خاکسار مولا داد خاں ؞

آنبہ ضلع شیخوپورہ - ۵ر مارچ کو اس جماعت کی طرف سے تین وفد ملحقہ دیہات میں تبلیغ اسلام کے لئے گئے۔ جن میں بارہ اصحاب شامل تھے۔ سکھوں، عیسائیوں، چوہڑوں سب کو تبلیغ کی گئی۔ خاکسار سید لال شاہ ؞

دوالمیال - ۵ر مارچ کو دوالمیال کے ہندُوؤں کو جمع کر کے جن میں نمبردار کے ہندُو بھی شامل تھے۔ تبلیغ کی گئی۔ ایک [illegible] نے بعد میں مختصر تقریر کی۔ جس میں خوشنودی کا اظہار کیا۔ خاکسار کرم داد ؞

متھرا - خاکسار نے غیر مسلم دوستوں خصُوصاً ہندُوؤں کو اپنے گھر بلا کر ایک گھنٹہ تبلیغ کی۔ بعد میں ان کی تواضع چائے اور شیرینی سے کی۔ علاوہ ازیں مصباح کا تبلیغی نمبر بھی تقسیم کیا گیا۔ خاکسار عبد الکریم ؞

بوبک گتار اڈیک - خاکسار نے موضع سنبل میں جو ساہوکاروں کا گاؤں ہے۔ ایک کافی مجمع میں کلگی اوتار کی آمد پر مفصل تقریر کی۔ اور ...

... جماعت کے اس سلسلہ میں کوشش کی [illegible] خاکسار عبد الغنی ؞

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

نمبر ۱۲۳ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۶ اپریل ۱۹۳۳ء | جلد ۲۰

وید اور آریہ سماج

آریوں کی غرض ہندوستان میں ہندو راج قائم کرنا ہے

آریوں کا ادعا

آریہ سماجی یوں کہنے کو تو یہاں تک کہہ گزرتے ہیں۔ کہ "رشی دیانند نے وید کی جو سچی روشنی ہمیں دی۔ وہی روشنی دُنیا کی تمام بیماریوں کی دوا ہے!" "دُنیا کے تنازعات کا خاتمہ وید کی تعلیم سے ہی ہوگا!" "دُنیا کے اتمان اور کلیان کا اگر کوئی ذریعہ ہے۔ تو رشی دیانند کے سچے کتھن انوسار کیول ویدک شکشا ہے!" "ایک ایک وید منتر جس کے ارتھ سوامی دیانند نے ہمیں بتلائے۔ دُنیا کی ساری خرابیوں اور برائیوں کو دور کرنے کا اثر رکھتا ہے!" (آریہ گزٹ ۱۸۔ فروری)

آریوں کا طریق عمل

لیکن حقیقت یہ ہے۔ کہ ایک طرف آریہ سماجی ابھی تک ویدوں کو سات پردوں میں چھپائے بیٹھے ہیں۔ اور باوجود یہ دعوے رکھنے کے کہ ان میں وید کے ودوان اور گیاتا موجود ہیں۔ کسی مروجہ زبان میں ویدوں کا ترجمہ شائع کرنے کی جرأت نہیں کرسکے۔ اور دوسری طرف دیانند جی کی عطا کردہ ویدوں کی روشنی دیانند جی کے طریق عمل اور ان کی جدوجہد کے متعلق عجیب وغریب خیالات بسرعت ان میں پھیل رہے ہیں۔ جن کا کسی قدر پتہ اس مضمون سے لگ سکتا ہے۔ جو "آریہ گزٹ" کے "رشی بودھ نمبر" (۲۵ فروری ۱۹۳۳ء) میں مہاتما ہنس راج جی ایسے ذمہ دار اور با اثر آریہ لیڈر کی طرف سے شائع ہوا ہے۔ اس میں انہوں نے تین قسم کے خیالات رکھنے والے لوگوں کا ذکر کیا ہے

ویدوں کے ارتھ اور سوامی دیانند

ایک خیال کے لوگوں کے متعلق لکھتے ہیں:-

"بعض لوگوں کا یہ خیال ہے۔ کہ شری سوامی دیانند جی سرسوتی نے آریہ جاتی کی ادھوگتی کو دیکھ کر یہ نتیجہ نکالا۔ کہ اس جاتی کے اندر بہت سی برائیاں داخل ہوگئی ہیں۔ وہ برائیاں سماجک ہیں۔ جب تک ان برائیوں کو دور نہ کیا جائے۔ آریہ جاتی کا ادھار نہیں ہوسکتا۔ انہوں نے بطور سوشل ریفارمر آریہ جاتی کے اندر سے ان برائیوں کو اکھاڑنے کا ارادہ کیا۔ انہوں نے دیکھا۔ کہ جس اصلاح کے وہ خواہشمند ہیں۔ وہ اصلاح کامیاب نہیں ہوسکتی۔ جب تک ہندوؤں کو یہ نہ بتایا جائے۔ کہ ان کے شاستروں میں ان خیالات کی تائید کی گئی ہے۔ حالانکہ شاستروں میں وہ خیالات ہیں ہی نہیں۔ بلکہ بہت سی جگہوں پر ان خیالات کے خلاف لکھا ہوا ہے۔ سوامی جی نے ویدوں، شاستروں کے ارتھوں کو الٹ پلٹ کر مطلب برآری کی"

ویدوں کے خلاف دیانند جی کی تعلیم

یہ کہنے والے صرف دعوے ہی دعوے پیش نہیں کرتے۔ بلکہ اس کے ناقابل تردید ثبوت بھی دیتے ہیں۔ مثلاً بالفاظ مہاتما ہنس راج جی وہ کہتے ہیں:-

"سوامی دیانند اس بات کے حامی تھے۔ کہ لڑکوں اور لڑکیوں کا وواہ پچیس اور سولہ برس سے پہلے نہیں ہونا چاہیئے۔ ان کا خیال تھا۔ کہ جس طرح سے یورپین اقوام بڑی عمر میں اپنے بال بچوں کی شادیاں کرتی ہیں۔ ہندوؤں کو بھی ویسا ہی کرنا چاہیئے۔ لیکن ہندو دھرم شاستر اس بات کی تعلیم دیتے ہیں۔ کہ جو شخص اپنی لڑکی کا وواہ چھوٹی عمر میں نہیں کرتا۔ وہ نرک (جہنم) کا گامی بنتا ہے۔ مگر سوامی دیانند نے اپنے خیالات کی تائید میں ہندو شاستر کے وچنوں کو توڑ مروڑ کر اپنا مکھش سِدھ کیا۔ پھر سوامی دیانند کا یہ خیال تھا۔ کہ جس طرح سے عیسائی اور مسلمان اپنی مذہبی کتب کا پیغام سب جماعتوں کو خواہ وہ اونچ ہوں۔ یا نیچ۔ دیتے ہیں۔ اسی طرح سے آریہ جاتی کے اندر اتفاق پیدا کرنے کے لئے ویدوں کے پٹھن پاٹھن (پڑھنے پڑھانے) کا ادھیکار (حق) شودروں اور استریوں کو ہے۔ حالانکہ سوامی شنکر آچاریہ اور دیگر شاستروں اور سمرتیوں کے کرتا صاف کہہ رہے ہیں۔ کہ شودروں کو ویدوں کے اُچارن اور شرون کا ادھیکار نہیں۔ یہی حالت ورن ویوستھا کی ہے ورنوں کا انحصار جنم پر ہے۔ نہ کہ گن کرم اور سبھاؤ پر۔ کسی شودر کا سبھاؤ کیسا ہی اچھا کیوں نہ ہو۔ یا اس کا گیان کتنا ہی بڑا ہو وہ براہمن نہیں بن سکتا۔ یہی حالت ویشوں اور کھشتریوں کی ہے سوامی دیانند سرسوتی نے دیکھا۔ کہ جب تک ورنوں کی بنا جنم پر ہے۔ جاتی کے اندر ایکتا کا بھاؤ پیدا نہیں ہوسکتا۔ نیز عیسائیوں یا مسلمانوں میں ورنوں یا ذات پات کی تفریق موجود نہیں ہے۔ اس لئے ہندوؤں کی اصلاح کے لئے انہوں نے شاستروں کے بہت سے ایڈیشنوں کا خیال نہ کرکے ادھر ادھر کے فقرے اکٹھے کرکے یہ پرچار شروع کردیا۔ کہ ورن ویوستھا جنم پر نہیں۔ گن کرم سبھاؤ پر نربھر ہے!"

یہ تینوں مثالیں بالکل واضح ہیں۔ اور ان سے ظاہر ہے کہ خود آریوں میں سے ایک طبقہ کے نزدیک دیانند جی نے دیدہ دانستہ ویدوں اور شاستروں کے خلاف تعلیم پیش کی۔ اور اس لئے پیش کی۔ کہ مسلمانوں اور عیسائیوں کی مذہبی تعلیم نے انہیں اس کے لئے مجبور کیا۔ اور انہوں نے دیکھا۔ کہ ہندوؤں میں جو برائیاں پیدا ہوگئی ہیں۔ وہ ویدوں اور شاستروں کی تعلیم پر عمل کرنے سے دور نہیں ہوسکتیں۔ بلکہ دوسری اقوام کے طریق عمل اور ان کی مذہبی کتب کی تعلیم پر عمل کرنے سے ہی دور ہوسکتی ہیں۔

ویدوں کے نام پر ہندوؤں کی جتھہ بندی

ایک اور فریق اس سے بھی آگے بڑھ کر بالفاظ مہاتما ہنس راج جی یہ کہتا ہے۔ کہ:-

"آریہ سماج نے اپنے اصولوں میں ویدوں کا سہارا اس لئے لیا۔ کہ ہندو قوم کے اندر اتفاق پیدا ہو۔ اور اس پیدا شدہ اتفاق کے ذریعہ سے ہندو عیسائیوں اور مسلمانوں کا مقابلہ کرسکیں۔ ورنہ سوامی دیانند ویدوں کو ایشور کرت (الہامی) نہیں مانتے تھے۔ اصولوں میں ویدوں کو انہوں نے اس لئے درج کردیا۔ کہ ویدوں کے ذریعہ سے ہندو قوم کی جتھہ بندی ہو۔ ہمیں اس بات سے غرض نہیں۔ کہ ویدوں کی شکشا کیا ہے۔ ہم تو صرف یہ چاہتے ہیں۔ کہ ویدوں کے نام پر مرنے والے لوگ ہمارے اندر موجود ہوں۔ ان لوگوں کی تسلی کے لئے جو ویدوں کو نہیں مانتے سوامی دیانند نے انہی اصولوں میں یہ لکھ دیا ہے۔ کہ ستیہ کے گرہن کرنے اور استیہ کے تیاگ کے لئے ہمیں سروا ادیت رہنا چاہیئے!" .... اس طرح پر

ویدوں کے نام پر جتھا بندی کر کے اور ایک ترقی یافتہ سوسائٹی کے اصولوں پر چل کر ہندو جاتی دُنیا کے اندر ترقی کے رستہ پر گامزن ہو۔ آریہ سماج ایک رفاہ عام کا کام کرنے والی ایسوسی ایشن ہے۔ جس میں داخل ہونے کے لئے کسی قسم کی قیود لگانے کی ضرورت نہیں۔ اور نہ کسی قسم کے سدھانت (عقائد) ماننے کی ضرورت ہے۔"

مطلب یہ کہ سوامی دیانند نہ خود ویدوں کو ایشور کی طرف سے مانتے ہیں۔ اور نہ کسی اور کے لئے یہ ماننا ضروری سمجھتے ہیں۔ انہوں نے ویدوں کا سہارا صرف اس لئے لیا۔ تاکہ ان کے ذریعہ ہندوؤں کو متحد کر سکیں۔ اور اس طرح جتھہ بندی کر کے ہندوؤں کو عیسائیوں۔ اور مسلمانوں کے مقابلہ میں کھڑا کر سکیں کیونکہ آریہ سماج کا کام صرف دُنیوی اُمور میں ہندوؤں کی اصلاح کرنا ہے۔ مذہبی اُمور سے اسے کوئی تعلق نہیں۔ اور نہ آریہ سماجیوں کے کوئی خاص اصول ہیں:۔

آریہ سماج کی اصل غرض کیا ہے

تیسرا فریق اور بھی زیادہ واضح رنگ میں آریہ سماج کی حقیقت پیش کرتا ہے۔ وُہ حسب بیان مہاتما ہنس راج جی کہتا ہے:۔

"سوشل ریفارم اور اپکار کے کام آریہ سماج نے اس لئے اختیار کئے ہوئے ہیں۔ کہ وُہ اس کے اصلی ارادوں کی پردہ پوشی کا کام دیں۔ سوامی دیانند کا یہ منشا ہرگز نہیں تھا۔ کہ وُہ آریہ سماج کو ایسی باتوں میں ہی اُلجھائے رکھے اصل منشا سوامی دیانند کا یہ تھا۔ کہ وُہ بھارت ورش میں ہندو راج قائم کرے۔ اس مطلب کے لئے انہوں نے عام لوگوں کے لئے سوشل ریفارم اور چند مذہبی خیالات کا پرچار کیا۔ مگر ان کا دلی مقصد یہی تھا۔ کہ آریہ سماج کے ذریعہ سے کوئی اس قسم کی کارروائی کی جائے۔ کہ جس سے ہندوؤں کی طاقت مسلمانوں اور عیسائیوں پر غالب ہو۔"

ہندو راج کے متعلق دیانند جی کی تعلیم

یہ خیال رکھنے والے لوگ ستیارتھ پرکاش کے تیسرے باب کے اس حوالہ کو جس میں آریوں کو یہ حکم دیا گیا ہے۔ کہ وید کی نندا کرنے والوں اور ناستکوں یعنی آریہ نہ کہلانے والوں کو ملک سے نکال دینا چاہیئے پیش کرتے ہیں نیز چھٹے باب میں حکمرانی کے جو اصول، اور قواعد بیان کئے گئے ہیں۔ ان سے بھی ظاہر ہے۔ کہ جہاں آریوں کو ہندوستان میں اپنی حکومت قائم کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔ وہاں اس حکومت میں کسی غیر آریہ کے رہنے کی قطعاً گنجائش نہیں رکھی گئی۔

یہ ہے وُہ تعلیم جو دیانند جی نے اپنے پیروؤں کو دی ہے اور جو بلحاظ مذہب ہندوؤں کے لئے اور بلحاظ سیاست عیسائیوں۔ اور مسلمانوں کے لئے قابل غور ہے:۔

ہندوؤں کے لئے قابلِ غور امر

ہندوؤں کو تو یہ دیکھنا چاہیئے۔ کہ آریوں کی طرف سے ویدوں کی حمایت۔ اور ان کی فضیلت کا جو شور مچایا جاتا ہے۔ اور جو بڑے بڑے دعوے کئے جاتے ہیں۔ وُہ محض ڈھول کا پول ہیں۔ کیونکہ خود آریوں کے ایک فریق کے خیال میں بانیٔ آریہ سماج نے جان بوجھ کر ویدوں۔ اور شاستروں کے احکام کو توڑ مروڑ کر اپنی منشا کے مطابق بنانے کی کوشش کی ہے۔ یہی بات ویدوں کی تقدیس اور احترام کے سخت خلاف ہے۔ لیکن دیانند جی نے اسی پر اکتفا نہ کرتے ہوئے ویدوں کو محض آلۂ کار کے طور پر استعمال کیا ہے۔ ورنہ وُہ انہیں اس قابل نہیں سمجھتے۔ کہ ایشور کا گیان قرار دیں۔ اور نہ اب آریہ انہیں یہ درجہ دیتے ہیں:۔

آریوں کی نگاہ میں ویدوں کی قدر

یہی وجہ ہے۔ کہ آریہ ویدوں کے متعلق شور تو بہت مچاتے ہیں۔ دعوے بھی بڑے بڑے کرتے ہیں۔ لیکن ویدوں کو دُنیا کے سامنے پیش نہیں کرتے۔ وُہ ستیارتھ پرکاش کو لاکھوں کی تعداد میں شائع کر چکے ہیں۔ اور شائع کرتے رہتے ہیں۔ وُہ مختلف زبانوں میں اس کے ترجمے کرتے ہیں۔ لیکن ویدوں کو ابھی تک سربستہ راز بنائے ہوئے ہیں۔ وُہ لاکھوں روپیہ جمع کرتے ہیں۔ لیکن آریہ گزٹ کے ایک کارٹون کے مطابق انہوں نے "وید پرچار" مریل سے بچھڑے کو تو ایک کھونٹے سے باندھ رکھا ہے۔ لیکن سارا روپیہ۔ گورو کل اور کالج۔ بڑی بڑی عمارتوں، جلسوں کے ڈھونگ۔ اور ذات پات توڑک کے سانڈ کھائے جا رہے ہیں۔ اس سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ آریوں کی نگاہ میں ویدوں کی کیا قدر و قیمت ہے:۔

مسلمان متوجہ ہوں

ویدوں کو ایشوریہ گیان ماننے والے۔ اور ان کی تعلیم کو اپنے لئے قابل عمل سمجھنے والے ہندو ویدوں کی تعلیم کو بگاڑنے اور ویدوں اور شاستروں کے ارتھوں کو الٹ پلٹ کر مطلب برآری کرنے والے آریوں کے طریق عمل کی طرف متوجہ ہوں۔ یا نہ ہوں۔ مسلمانوں کو یہ بات اچھی طرح سمجھ لینی چاہیئے۔ کہ آریوں کی تمام سرگرمیوں کی غرض و غایت ہندوستان میں ہندو راج قائم کرنا ہے۔ ایسا ہندو راج جس میں کسی مسلمان کو رہنے کی اجازت نہیں ہوگی۔ کیا ایسی حالت میں ضروری نہیں ہے۔ کہ مسلمان متحدہ طور پر ہندوؤں کی خیر خواہی اور اپنی حفاظت کی طرف متوجہ ہوں۔ تاکہ وُہ ہندو راج قائم نہ ہو سکے۔ جس کا خواب دیانند جی نے دیکھا۔ اور جس کی تعبیر کے لئے آریہ کوشاں ہیں۔ کیونکہ اگر خدانخواستہ ایسا ہو گیا۔ تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ اہل ہند کے لئے سچے مذہب کا حصول ناممکن ہو جائے گا۔ جیسا کہ دیانند جی کے طریق عمل سے ظاہر ہے۔ ویدوں اور شاستروں کی تعلیم کو وُہ نہ روحانی طور پر اور نہ دُنیوی طور پر قابل عمل سمجھتے ہیں۔ اور دیگر مذاہب خصوصاً اسلام کو بوجہ تعصب بے جا اعتراضات کا نشانہ بنانے سے دریغ نہیں کرتے اس طرح مذہب کا سوائے دُنیوی اُمور میں آلۂ کار بنانے کے ان کے نزدیک کوئی مصرف نہیں۔ اور جو لوگ یہ خیال لے کر اپنی حکومت قائم کرنا چاہیں۔ وُہ مطلب نکل جانے کے بعد مذہب کو بالکل ملیامیٹ کر دیں گے۔ اسلام اور دیگر مذاہب تو الگ رہے۔ ویدک دھرم کا بھی نام و نشان نہ رہنے دیں گے اور لامذہبیت کا دور دورہ ہو جائے گا:۔

کیا کرنا چاہیئے

پس ضرورت ہے اس بات کی۔ کہ مسلمان خود اسلام کی تعلیم سے پوری پوری واقفیت حاصل کریں۔ اور متحدہ طور پر نہایت محبت اور پیار سے ہندوؤں میں تبلیغ کریں۔ اور انہیں بتائیں۔ کہ مذہب ہی ایک ایسی چیز ہے۔ جس کے ذریعہ انسان موجودہ اور دوسری زندگی میں آرام و اطمینان حاصل کر سکتا ہے۔ جماعت احمدیہ چونکہ خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے اس طرف متوجہ ہے۔ اور اب تو خصوصیت سے تبلیغ اسلام کے اس پہلو پر زور دے رہی ہے۔ جیسا کہ ۵۔ مارچ کے یوم التبلیغ سے ظاہر ہے۔ اس لئے آریوں نے یہ کوشش شروع کر رکھی ہے۔ کہ مسلمانوں کو جماعت احمدیہ کے خلاف اُکسا کر آپس میں اُلجھا دیں۔ اور یہاں تک لکھ رہے ہیں کہ "آئندہ مسلمانوں کا طرز عمل یہ ہونا چاہیئے۔ کہ صاف لفظوں میں اعلان کر دیں۔ کہ مرزائیوں کو اسلام کے نام پر دوسروں کے سوہنہ آنے کا کوئی حق نہیں ہے" (آریہ ویر ۲۲۔ مارچ)

حالانکہ معمولی سے معمولی عقل و سمجھ رکھنے والا مسلمان بھی سمجھ سکتا ہے۔ کہ غیر مسلموں میں احمدیوں کا تبلیغ اسلام کرنا ہر لحاظ سے مسلمانوں کے لئے فائدہ بخش۔ اور نفع رساں ہے:۔

غرض ضرورت ہے۔ کہ مسلمان پورے زور کے ساتھ ہندوؤں اور آریوں میں تبلیغ اسلام کریں۔ اور جماعت احمدیہ کی تبلیغی کوششوں میں ممد و معاون بنیں:۔

حکومت کی فوری توجہ کے قابل

صُوبہ سرحد کے محکمہ اکونٹس اور آڈٹ سے پانچ مسلمانوں کی برطرفی اور شیخ تاج محمد صاحب ایم۔ اے کے تنزل نے ہندوستان کے ایک سرے سے لیکر دوسرے سرے تک مسلمانوں کو حیران و ششدر کر دیا ہے اور تمام مسلمان متفقہ طور پر حکومت اور افسران مجاز کو اس بے انصافی

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ ھو الناصر

خطبۂ عید الاضحیٰ

حضرت ابراہیمؑ اور حضرت ہاجرہؓ کی عدیم المثال قربانی

اشاعتِ اسلام کے لئے ابراہیمی سنّت پر عمل کرنے کی ضرورت

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۶ اپریل ۱۹۳۳ء

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا

آج سے چار ہزار سال پہلے

دنیا میں ایک انسان نے سچے اخلاص کا نمونہ دکھایا تھا۔ اس سچے اخلاص کے نتائج آج تک دنیا کو مل رہے ہیں۔ اُر کی بستی میں۔ اس علاقہ میں جو اس زمانہ میں عراق کہلاتا ہے ایک مشرک گھرانے میں ایک بچہ پیدا ہوا۔ اس نے ایسے لوگوں میں تربیت پائی۔ جن کا

رات دن کا مشغلہ

خدا کے شریک بنانا اور ایسی چیزوں کی پرستش کرنا تھا۔ جو اپنے اندر کوئی طاقت وقوت نہ رکھتی تھیں۔ وہ بچہ ایک نورانی دل لے کر پیدا ہوا۔

خدا کی جوہر شناس نگاہ

نے دنیا کی بڑھتی ہوئی گمراہی اور اس کے طوفان ضلالت کو دیکھ کر چاہا۔ کہ بنی نوع انسان میں سے کسی کو اپنا بنائے اور اس کی نگاہ نے اس

سدیوں کی بستی

میں سے ابراہیم نامی بچہ کو چنا۔ اور اسے اپنے فضل سے ممسوح کیا۔ جس قسم کے خاندان میں اور جن حالات میں ابراہیمؑ کی پرورش ہوئی۔ وہ اس سے ظاہر ہے۔ کہ اسرائیلی تاریخوں سے پتہ چلتا ہے جب ابراہیمؑ بارہ تیرہ سال کے ہوئے تو ان کے چچا نے جن کے پاس وہ رہتے تھے۔ کیونکہ آپ کے والد بچپن میں ہی فوت ہو گئے تھے۔ انہیں اپنی دوکان پر بٹھایا وہ دوکان کس چیز کی تھی۔ وہ

بت فروشی کی دوکان

تھی۔ ابراہیمؑ نے اس دوکان میں بیٹھتے ہی پہلی دفعہ یہ محسوس کیا۔ کہ ان پتھروں اور مٹی کے بنے ہوئے بتوں میں بھی کوئی اہمیت سمجھی جاتی ہے۔ اپنے بچپن کے لحاظ سے انہیں اس وقت تک یہ احساس نہ تھا۔ کہ ان کی قوم انہیں کس حد تک عظمت دیتی ہے۔ جب اس دوکان پر بیٹھے۔ اور انہوں نے اپنے بھائیوں سے پوچھا۔ کہ ان بتوں کی کیا غرض ہے۔ اور انہیں بتلایا گیا کہ لوگ انہیں لے جاتے۔ اور ان کی پوجا کرتے ہیں۔ تو انہیں تعجب آیا۔ یہودی تاریخوں میں [illegible]

ایک بڈھا گاہک

جس کی داڑھی سفید ہو چکی تھی۔ ستر اسی سال کی عمر تک پہنچ چکا تھا۔ ایک دن آیا۔ اور بت طلب کیا۔ اور آخر بڑی تلاش کے بعد اس نے ایک بت پسند آیا۔ جب وہ قیمت ادا کرنے لگا۔ تو حضرت ابراہیمؑ نے اس کا مونہہ تعجب سے تکتے ہوئے کہا۔ اتنی احتیاط سے یہ بت کیوں لے رہے ہو۔ بڈھے نے جواب دیا۔ میں اسے اپنے گھر میں رکھوں گا۔ اور اس کی پرستش کرونگا تب ابراہیمؑ نے جسے فطرت سے نیکی عطا ہوئی تھی۔ حیرت سے کہا۔ یہ بت تو کل بنا ہے۔ اور تم ستر اسی سال کے بڈھے ہو۔ تمہاری داڑھی سفید ہو چکی ہے۔ کیا تم اس کے سامنے جھکو گے۔ یہ سنکر اس پر ایسا اثر ہوا۔ کہ لکھا ہے۔ اس نے بت وہیں پھینک دیا۔ اور چلا گیا۔ تب آپ کے چچیرے بھائیوں نے

چچا سے شکائت

کی۔ کہ یہ ہمارے گاہک خراب کرتا ہے۔ اور چچا نے ابراہیمؑ کو خوب مارا

پرانی تاریخیں کوئی ایسی محفوظ نہیں۔ اس لئے ہم نہیں کہہ سکتے۔ کہ اس واقعہ میں کہاں تک صداقت پائی جاتی ہے لیکن یہودی تاریخیں یہی بیان کرتی ہیں۔ اور تعجب نہیں۔ کہ یہ واقعہ صحیح ہو۔ اور بغیر کسی قسم کی آمیزش کے ہو۔ بہرحال معلوم ہوتا ہے کہ یہودی قوم میں اس قوم میں جو

ابراہیم کی نسل

سے چلی۔ یہ بات مسلم تھی۔ کہ ابراہیم کو بچپن سے ہی

شرک کے خلاف جذبہ

عطا کیا گیا تھا۔ پیشتر اس کے کہ آپ نبی ہوتے۔ پیشتر اس کے کہ آپ وحیٔ الٰہی سے برکت دیئے جاتے۔ اور پیشتر اس کے کہ آپ [illegible] کی طرف سے ہدایت پاتے۔ آپ کا نفس ہی ان باتوں سے متنفر تھا۔ اور در اصل ہر نبی خدا تعالیٰ کی اسی قسم کی برکت پایا کرتا ہے۔ ہمارے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

بعثت سے قبل زندگی

کا بھی ایک واقعہ تاریخوں میں بیان ہوا ہے۔ زید ایک شخص تھے۔ حضرت عمرؓ کے رشتہ دار۔ انہیں شرک کے خلاف توحید کے خیالات یہود سے سننے کا موقع ملا تھا۔ اور وہ موحد ہو گئے تھے۔ وہ جہاں جہاں جاتے

توحید کی تائید میں لیکچر

دیتے۔ ایک دفعہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس میں بھی آئے۔ اور جب ان کے سامنے کھانا رکھا گیا۔ تو انہوں نے کہا۔ میں شرک کرنے والوں کا کھانا نہیں کھایا کرتا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا۔ میں نے بھی [illegible] لیا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی نبوت سے پہلے ہر قسم کی

مشرکانہ باتوں سے محفوظ

اور اللہ تعالےٰ کی حفاظت میں تھے۔ خیر حضرت ابراہیمؑ جن کا میں واقعہ بیان کر رہا ہوں۔ بچپن سے ہی توحید کے مؤید اور

شرک کے مخالف تھے۔ مگر ایسی قوم میں پیدا ہو کر جو رات دن شرک میں مبتلا رہتی۔ اور ایسی قوم کے حالات اپنی آنکھوں سے دیکھنے کے باوجود انہوں نے کبھی یہ نہیں کہا۔ کہ ان کی اصلاح نہیں ہو سکتی۔ کبھی یہ نہیں کہا۔ کہ ان شرک میں مبتلا لوگوں کو بچایا نہیں جا سکتا۔ جب انہوں نے شرک کے خلاف اللہ تعالیٰ سے ہدایت پاکر تعلیم دینی شروع کی۔ تو ان کی قوم نے انکی باتوں کو تسلیم نہ کیا۔ بلکہ طرح طرح کے دکھ دیئے۔ آپ کی مخالفت کی۔ یہاں تک کہ آگ جلائی اور اس میں آپ کو ڈالا۔ قرآن کریم سے یہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ واقعہ میں ان کے لئے آگ جلائی گئی۔ اس میں ان کو پھینکا گیا۔ اور پھر وہ آگ آپ کے لئے ٹھنڈی کی گئی۔ ممکن ہے بارش ہو گئی ہو۔ یا اور کوئی ایسے سامان پیدا ہو گئے ہوں۔ غرض

انتہائی تکالیف

کے ذریعہ آپ کو توحید سے روکنے کی کوشش کی گئی۔ مگر آپ نے کبھی یہ خیال نہ کیا۔ کہ یہ دکھ دینے والے کہاں ہدایت پا سکتے ہیں۔ چلو ان کو چھوڑ دو۔ بس

ابراہیمؑ کی زندگی

ہمیں یہ سبق دیتی ہے۔ کہ مومن کو کبھی مایوس نہیں ہونا چاہیئے اور کبھی یہ خیال نہیں کرنا چاہیئے۔ کہ لوگوں کو ہدایت کس طرح اور کیونکر ہو گی۔ حضرت ابراہیمؑ کے لئے اندرونی مشکلات بھی تھیں۔ اور بیرونی بھی۔ اندرونی یہ کہ آپ کے رشتہ دار تک آپ کے مخالف تھے۔ اور بیرونی یہ کہ اس زمانہ کی

سیاست اور حکومت

آپ کی مخالف تھی۔ سوائے ان کے ایک رشتہ دار کے۔ جو ان کا خالہ زاد بھائی تھا۔ یا بعض کہتے ہیں۔ کہ وہ بھتیجا تھا۔ اور کوئی ان پر ایمان نہ لایا تھا۔ اور اس قدر تکلیفیں دی گئیں کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرح انہیں بھی ہجرت کرنی پڑی۔ مگر باوجود اس کے ان کے

ایمان کی حالت

یہ تھی۔ کہ انہوں نے کبھی یہ خیال نہ کیا۔ کہ دنیا ہدایت کو قبول نہیں کرے گی۔ بلکہ ان کے بھائی حضرت لوطؑ جو دوسری بستی میں تھے۔ جب ان کے شہروں پر عذاب آیا۔ تو بائیبل میں لکھا ہے [illegible] ابراہیمؑ نے دعا کرنی شروع کی۔ کہ خدایا کیا تو اس قوم کو تباہ کردے گا۔ جبکہ بیسیوں نیک بندے بھی اس میں رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا نہیں۔ مگر وہ بستی تو

گناہوں سے پُر

ہو گئی۔ تب حضرت ابراہیمؑ نے کہا بے شک۔ مگر اے خدا اگر اس میں سو مومن ہوں گے۔ تو کیا تو ان پر نظر نہیں کریگا۔ اور کیا ان کی وجہ سے باقیوں کو بھی نہیں بچائیگا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اے ابراہیم اگر اس میں سو مومن ہوں۔ تو میں ان کی وجہ سے سب کو بچالوں گا۔ مگر وہاں تو اس قدر بھی نہیں۔ تب ابراہیمؑ نے کہا۔ اے خدا اگر اس میں نوے مومن رہتے ہوں تو کیا محض اس لئے کہ دس مومن کم ہیں۔ تو سب کو تباہ کر دیگا۔ اللہ تعالےٰ نے کہا۔ نہیں، اگر نوے مومن بھی ہوں گے۔ تب بھی میں ان سب کو بچالوں گا۔ تب حضرت ابراہیمؑ نے یہ سمجھ کر کہ وہاں نوے مومن بھی نہیں۔ کہا اے خدا اگر وہاں اسی مومن ہوں۔ تو کیا اسی مومنوں کی تو قدر نہیں کرے گا۔ اور ایسی بستی کو برباد کر دے گا۔ خدا تعالےٰ نے کہا۔ اگر وہاں اسی مومن بھی ہوں۔ تب بھی میں بستی کو ہلاکت سے بچالوں گا یہاں تک کہ ہوتے ہوتے آخر حضرت ابراہیمؑ دس تک آ گئے اور کہا۔ اے خدا اگر وہاں دس مومن ہوں۔ تو کیا یہ کم ہیں۔ اور کیا ان کی وجہ سے تو باقیوں کو ہلاکت سے نہیں بچائیگا۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ کیوں نہیں۔ اگر وہاں دس مومن بھی ہوں تب بھی وہ

نیکی کا بیج

ہوں گے۔ اور اس بستی کی ترقی کی امید ہو سکتی ہے۔ مگر وہاں تو دس مومن بھی نہیں۔ تب حضرت ابراہیم خاموش ہو گئے۔ اور انہوں نے حضرت لوطؑ اور ان کے خاندان کے لئے دعا کی۔ اور وہ بچائے گئے۔ اس سے ان کے ایمان کا پتہ چلتا ہے۔ مشرکوں نے انہیں دکھ دیا۔ عزیز رشتہ داروں سے انہیں جدا ہونا پڑا آگ میں انہیں ڈالا گیا۔ وطن سے بے وطن ہونا پڑا۔ اور سینکڑوں میل دور جاکر انہیں رہنا پڑا۔ مگر پھر بھی

بنی نوع انسان سے شفقت

ان کے دل میں اتنی تھی۔ کہ اپنی قوم نہیں۔ بلکہ ایک اور

قوم کی تباہی

کا حکم آتا ہے۔ اور آپ وہاں بھی شفاعت کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ دراصل حضرت ابراہیمؑ کا دل اس یقین سے پر تھا۔ کہ جو تعلیم انہیں دی گئی ہے۔ وہ آخر مشرکوں کو موحد بنا کر رہے گی۔ اور یہ یقین توکل اور ایمان ہی تھا۔ جو ان کو مایوس ہونے نہیں دیتا تھا۔ اور یہ بھی ان کے ایمان کا ثبوت ہے۔ کہ جب خدا نے ان کا سوز و گداز دیکھا۔ تو قرآن مجید [illegible] کی ہدایت کے غم میں

مجسم سوز و گداز

ہو گئے تھے۔ اور ان کا یہ سوز و گداز اس حد تک پہنچا ہوا تھا۔ کہ جب انہوں نے خدا کے حضور دعائیں کیں۔ تو انہوں نے کہا اے خدا میں یہی نہیں چاہتا۔ کہ آج ہی گمراہ لوگوں کو ہدایت حاصل ہو۔ بلکہ میری یہ دعا ہے۔ کہ جب بھی شریر دنیا میں شرارت کریں۔ شیطان گمراہی اور ضلالت پھیلانا چاہے۔ تیری طرف سے ہدایت دینے والے آتے رہیں۔ اور ہمیشہ ہمیش ایسے لوگ پیدا ہوتے رہیں۔ جو نیکی کو پھیلانے والے اور

توحید کو قائم رکھنے والے

ہوں۔ خدا تعالےٰ نے ان کی دعاؤں کو قبول کیا۔ اور فرمایا۔ بہت اچھا۔ لیکن بدوں میں رہ کر چونکہ نیکی کا بیج پنپ نہیں سکتا۔ میٹھے دودھ میں اگر لسی یا اور کوئی ترش چیز تھوڑی سی بھی ملائی جائے تو وہ خراب ہو جاتا ہے۔ اس لئے خدا تعالےٰ نے فرمایا۔ میں نے تیری دعائیں تو سنیں۔ لیکن اگر واقعی تیری ہمدردی بنی نوع انسان سے اس قدر بڑھی ہوئی ہے۔ تو تو جا اور اپنے بیٹے کو قربان کر۔ لوگوں سے الگ اسے خاص میری حفاظت میں رکھ۔ تاکہ علیحدہ ذخیرہ میں ایک پنیری لگائی جائے

نیکی اور تقوےٰ کی پنیری

ایک چشمہ چھوڑا جائے

پاکیزگی اور طہارت کا چشمہ

حضرت ابراہیمؑ نے کہا۔ بہت اچھا میں طیار ہوں۔ انہوں نے اپنے بیٹے کو اس بیٹے کو جو بڑھاپے میں نصیب ہوا۔ اس وادی غیر ذی زرع میں چھوڑا۔ جس کے متعلق خدا تعالےٰ کہتا ہے۔ کہ اس میں کھانے کا کوئی سامان نہیں تھا۔ اس میں پانی نہیں تھا۔ یہاں تک کہ خدا نے

زمزم کا چشمہ

چھوڑا۔ اور کھانے کی کوئی چیز نہ تھی۔ کیونکہ اس کا نام ہی وادیٔ غیر ذی زرع تھا۔ ایسی وادی میں حضرت ابراہیمؑ نے اس لئے اپنے بیٹے اور اسکی والدہ کو چھوڑا۔ تاکہ خدا کا ذکر بلند ہو۔ اور

اللہ تعالےٰ کی کھوئی ہوئی عظمت

دنیا میں پھر قائم ہو۔ چنانچہ حضرت ابراہیمؑ کی دعا بتاتی ہے کہ انہیں اسی لئے وادیٔ غیر ذی زرع میں رکھا گیا تھا۔ تا وہ نیکی اور تقوےٰ قائم کرنے والے بنیں۔ چنانچہ وہ دعا کرتے ہیں۔ اے خدا میں نے انہیں اس لئے یہاں رکھا ہے۔ کہ وہ نمازیں پڑھیں۔ اور تیرے ذکر کو دنیا میں قائم کرنے والے بنیں۔ پس ایسی جگہ اولاد رکھنے کے معنی یہ تھے۔ کہ بُرے اثرات سے وہ اپنی اولاد کو محفوظ کر دیں۔ اور نیکی کا بیج ہمیشہ قائم رکھیں۔ یہ کیا چیز تھی۔ جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے قائم کی۔ تم جانتے ہو۔ یہ وہ چیز تھی۔ جس کے ذریعہ خدا نے کفر اور اسلام میں امتیاز قائم کیا۔ اسی لئے اللہ تعالےٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔ ھو سمٰکم المسلمین یعنے ابراہیمؑ وہ پہلا شخص ہے۔ جس نے

کفر و اسلام میں امتیاز

قائم کیا۔ یوں تو ہر نبی کے ذریعہ کوئی نہ کوئی کام ہوا ہے۔

کسی تعلیم کی بنیاد حضرت آدمؑ نے رکھی کسی تعلیم کی بنیاد حضرت نوحؑ نے رکھی۔ اور کسی تعلیم کی بنیاد حضرت ابراہیمؑ نے رکھی۔ اور اس میں بھی شبہ نہیں۔ کہ ہر نبی مسلم تھا۔ کیونکہ جو فرمانبردار ہے۔ وہ مسلم ہے۔ اور جو منکر ہے۔ وہ کافر۔ مگر مسلم و کافر میں امتیاز اور نیکی کے بیج کے متعلق یہ محسوس کرانا کہ وہ بعض دفعہ کفر کے بیج کے نیچے آکر خراب ہو جاتا ہے یہ بات حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ میں ہی قائم ہوئی ایسی چیز ہے۔ جس کے متعلق فرمایا۔ ھو سماکم المسلمین ورنہ قرآن مجید کے بتلائے ہوئے اصل کے ماتحت حضرت آدمؑ حضرت نوحؑ حضرت داودؑ حضرت سلیمانؑ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام سب مسلم تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خصوصیت اس لئے دی گئی۔ کہ آپ کے ذریعہ یہ بتایا گیا ہے۔ کہ آئندہ اسلام کو کفر سے جدا رہنا پڑے گا۔

ہدایت کو ضلالت سے علیحدگی

اختیار کرنی پڑے گی۔ ورنہ اور کوئی صورت اشاعت ہدایت کی نہیں ہوگی۔ یہ معمولی بات نہیں۔ کہ کوئی شخص کھڑا ہو کر کہدے۔ کہ

تم الگ اور میں الگ

تمہاری نمازیں الگ اور ہماری الگ۔ تمہاری شادیاں الگ اور ہماری الگ۔ تمہارے جنازے الگ اور ہمارے الگ اس کے معنی یہ ہیں۔ کہ

دنیا کی تلواریں

وہ اپنے خلاف کھڑی کرے۔ اور یہی چیز ہے۔ جس کے ماتحت حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق بائیبل میں کہا گیا۔ کہ وہ اپنے بھائیوں کی تلواروں کے نیچے پلے گا۔ یعنے دنیا میں جب وہ یہ اعلان کریگا۔ کہ میں کفر و اسلام میں امتیاز قائم کرتا ہوں میں کفر کو جدا اور اسلام کو جدا کرتا ہوں۔ تو اس کے بھائی اس پر اعتراض کریں گے۔ وہ اس سے جدا ہو جائیں گے۔ انکی مخالفت میں متحد ہو جائیں گے۔ تب اس پر اپنے بھائیوں کی تلواریں اٹھیں گی۔ مگر خدا فرماتا ہے۔ کہ وہ تلواریں بجائے مٹانے کے اس کے

نشوو ارتقا کا موجب

ہو جائیں گی ۔

پس حضرت ابراہیمؑ نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو دوسروں سے علیحدہ بسا کر اسلام اور کفر میں ایک امتیاز قائم کر دیا۔ اور آئندہ کے لئے یہ قانون بنا دیا۔ کہ جو بھی مامور آئے۔ اس کے ماننے والوں کو اس کے منکروں سے علیحدہ رہنا پڑے گا۔ وہ علیحدگی بظاہر موت ہوگی۔ اور یوں معلوم ہوگا۔ کہ وہ ایک وادی غیر ذی زرع میں پھینکے گئے۔ جب باپ بیٹے کو چھوڑ دیگا اور بیٹا باپ کو چھوڑ دیگا۔ بیوی خاوند کو چھوڑ دیگی۔ اور خاوند بیوی کو چھوڑ دیگا۔ بھائی بہن کو چھوڑ دے گا۔ اور بہن بھائی کو چھوڑ دے گی۔ ماں بچے کو چھوڑ دے گی۔ اور بچہ ماں کو چھوڑ دے گا۔ اس وقت یوں معلوم ہوگا۔ کہ باوجود دنیا میں رہنے کے وہ دنیا سے علیحدہ ہو گئے۔ وہ ایک وادی غیر ذی زرع میں چلے گئے۔ ایسے وقت میں جب مامور کے ماننے والے منکروں سے علیحدگی اختیار کریں گے۔ تو ان کے بھائیوں کی تلواریں ان پر اٹھیں گی۔ وہ تلواریں انہیں ہلاک کرنا چاہیں گی۔ تباہ اور برباد کرنا چاہیں گی۔ مگر خدا فرماتا ہے۔ کہ وہ جو خدا کے حکم کے ماتحت اپنے بھائیوں اور عزیزوں سے یہ جدائی اختیار کرے گا۔ وہ اپنے بھائیوں کی

تلواروں کے سایہ میں

پلیگا۔ اور کوئی طاقت اسے مٹا نہیں سکے گی۔ نادان ہے وہ جو سمجھتا ہے۔ کہ دشمنوں کی دشمنی اسے مٹا دے گی۔ نادان ہے وہ جو خیال کرتا ہے۔ کہ اب جبکہ ان کے جنازے الگ ان کی شادیاں علیحدہ اور ان کی نمازیں جدا ہو گئیں۔ تو یہ

جمہور سے علیحدگی

اختیار کر کے کب کامیابی حاصل کریں گے۔ خدا فرماتا ہے۔ کہ اگر وہ خدا کے لئے یہ موت قبول کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔ تو وہ ایک نیکی کا بیج ہیں۔ جو کبھی ضائع نہیں ہوگا۔ بلکہ بڑھے گا۔ اور پھولیگا۔ اور ہر شخص جو اسے اکھاڑنا چاہے گا۔ اللہ تعالےٰ کا ہاتھ اسے برباد کر دے گا۔ کیا حضرت ابراہیمؑ نعوذ باللہ نادان تھے۔ جنہوں نے اپنے بیٹے کو وادی غیر ذی زرع میں چھوڑا۔ پھر کیوں انہوں نے ایسا کیا۔ یا کیا خدا ان کا دشمن تھا۔ جو کہدیا۔ کہ جاؤ۔ اور اس وادی میں بیوی بچہ کو چھوڑ آؤ۔ دراصل خدا اس طرح یہ نشان قائم کرنا چاہتا تھا۔ کہ ایمان کی ترقی کے لئے پہلے موت برداشت کرو۔ اگر تم موت برداشت کرنے کے لئے تیار ہو۔ اگر تم لوگوں کی دشمنی برداشت کرنے کے لئے تیار ہو۔ تو پھر ضروری ہے۔ کہ تمہاری نیکی کے بیج کو محفوظ رکھا جائے اور یہ اسی طرح ہو سکتا ہے۔ کہ خراب زمین سے اسے علیحدہ کر لیا جائے۔ ایک بڑے درخت کے نیچے چھوٹا پودا کبھی پنپ نہیں سکتا۔ اسی طرح جب مامورین آتے ہیں۔ تو ابتدا میں ان کی جماعت تھوڑی ہوتی ہے۔ وہ

گنتی کے افراد

دشمنوں کے نرغہ میں گھرے ہوتے ہیں۔ تب ضروری ہوتا ہے کہ انہیں دوسروں سے علیحدہ رکھا جائے۔ مخالفوں سے جدا کیا جائے۔ تا وہ اپنے اخلاص اور محبت کے بیج کو نشوونما دے سکیں۔ اگر یہ جدائی نہ ہو۔ تو لامحالہ آپس میں تعلقات رکھنے پڑیں گے۔ اور اس طرح ہر وقت نقصان پہنچنے کا احتمال رہے گا پس خدا ایک وقت بظاہر بگاڑ پیدا کرتا ہے۔ اور جدائی پیدا کر کے موقع دیتا ہے۔ کہ مامور کے ماننے والے بڑھ جائیں۔ پس دشمن سے جدائی خرابی نہیں۔ بلکہ

اللہ تعالےٰ کی رحمتوں میں سے ایک رحمت

ہے ۔

غرض یہ عید ہمارے لئے ایک سبق رکھتی ہے۔ یہ سبق کہ جو خدا تعالےٰ کے لئے ہو جاتا ہے۔ وہ کبھی تباہ نہیں ہوتا۔ یہ سبق رکھتی ہے۔ کہ جو شخص قربانی کرے۔ اسے ہمیشہ ترقیات نصیب ہوتی ہیں۔ یہ سبق رکھتی ہے۔ کہ جو جماعت ترقی کرنا چاہے۔ اسے

غیروں سے علیحدگی

اختیار کرنی چاہیئے۔ جب تک وہ جماعت وادی غیر ذی زرع میں رہنے کے لئے تیار نہ ہو۔ اس وقت تک اسے عروج بھی حاصل نہیں ہو سکتا۔ حضرت مسیح ناصری نے بھی یہی کہا۔ کہ "یہ نہ سمجھو۔ کہ میں زمین پر صلح کرانے آیا۔ صلح کرانے نہیں۔ بلکہ تلوار چلانے آیا ہوں۔ کیونکہ میں اس لئے آیا ہوں۔ کہ آدمی کو اس کے باپ سے اور بیٹی کو اسکی ماں سے اور بہو کو اس کی ساس سے جدا کر دوں۔ اور آدمی کے دشمن اس کے گھر ہی کے لوگ ہوں گے" یہ مقام ہے۔ جو الہٰی جماعتوں کو اختیار کرنا پڑتا ہے۔ بے شک یہ ایک موت ہے۔ اور بے شک ہر شخص ہمت نہیں کر سکتا۔ کہ وہ ان شدائد کو برداشت کرنے کے لئے تیار ہو جائے۔ اور بے شک انسان خیال کرتا ہے۔ کہ آہ میرا بھائی مجھ سے جدا ہو جائے گا۔ میری مصیبت میں کون میرے کام آئے گا۔ نوکر خیال کرتا ہے۔ کہ اگر میں نے اپنے آقا سے علیحدگی اختیار کی۔ تو میری ملازمت جاتی رہے گی۔ تاجر خیال کرتا ہے کہ اسکی

تجارت کو ضعف

پہنچ جائیگا۔ آقا خیال کرتا ہے۔ کہ اس کے ماتحت اس سے بدظن ہو جائیں گے۔ بیوی سمجھتی ہے۔ میرا خاوند مجھ سے چھوٹ جائے گا۔ اور خاوند خیال کرتا ہے۔ کہ میری بیوی مجھ سے علیحدہ ہو جائے گی۔ بے شک انسانی قلوب میں یہ خیالات پیدا ہوتے ہیں۔ مگر انہی خیالات کو خدا تعالےٰ نکالنا چاہتا ہے۔ اور وہ ظاہر کرنا چاہتا ہے۔ کہ مومن صرف مجھ پر ایمان رکھتا ہے اسے اپنے عزیز و اقارب میں سے کسی کی پرواہ نہیں ہو سکتی۔ یہ عید کیا ہے۔ یہ قربانی کی عید ہے۔ یہ عید یہ بتلانے کے لئے آئی ہے۔ کہ مومن کو اللہ تعالےٰ کے دین کے لئے اگر اپنی اولاد کو قربان کرنا پڑے۔ تو وہ اس سے دریغ نہ کرے۔ اگر اپنی عزت کو خطرہ میں ڈالنا پڑے۔ تو وہ اس سے دریغ نہ کرے۔ اگر اپنی جان کی قربانی دینی پڑے۔ تو اس سے دریغ نہ کرے۔ اگر وجاہت کی قربانی کرنی پڑے۔ تو اس سے دریغ نہ کرے

غرض

ہر چیز خدا کے لئے قربان

کر دے مگر جتنی بڑی یہ قربانی نظر آتی ہے۔ انعام کے مقابلہ میں یہ کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتی۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے وادیٔ غیر ذی ذرع میں اپنے بیوی اور بچہ کو رکھا۔ تو بے شک کہنے والے کہتے ہونگے۔ کہ یہ شخص کتنا پاگل ہے ایک

بے آب و گیاہ جنگل

میں اپنے ہاتھوں اپنی اولاد کو ہلاک کر رہا ہے لیکن اگر ان کو وہ ترقی نظر آجاتی۔ جو آج حضرت ابراہیمؑ کی اولاد کو حاصل ہے۔ اگر انہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نسل کا وہ پھیلاؤ نظر آجاتا۔ جو آج نظر آرہا ہے۔ اور اگر انہیں حضرت ابراہیمؑ کی وہ عظمت دکھائی دیتی وہ

نبوت کا سلسلہ

انہیں نظر آجاتا۔ جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نسل میں چلا۔ پھر دنیوی فتوحات اور حکومتیں بھی دکھائی دیتیں تو میں سمجھتا ہوں ہر شخص ترسے کرتا اور کہتا۔ مجھے بھی اجازت دیجئے کہ میں اپنی اولاد کو یہاں چھوڑ جاؤں۔ وہ نمرود جو اپنی بادشاہی پر گھمنڈ رکھتا تھا جس کے متعلق مشہور ہے کہ اس نے

حضرت ابراہیمؑ کو آگ میں ڈالنے کا حکم

دیا۔ میں یقین رکھتا ہوں۔ کہ اگر اسے بھی حضرت ابراہیمؑ کی یہ عظمت نظر آجاتی۔ تو وہ اپنی ساری عمر سجدے میں گزار دیتا اور دعا کرتا رہتا۔ کہ میری اولاد کو یہاں رہنے کی اجازت مل جائے۔ مگر اس وقت ہر شخص دوست ہو یا دشمن کہتا ہوگا۔ بڈھا سٹھیا گیا۔ اس کی عقل میں فتور واقع ہوگیا۔ یہ اپنے بیٹے اور پلوٹھے بیٹے کو جو بڑھاپے میں اسے نصیب ہوا۔ ایسی جگہ پر چھوڑ رہا ہے۔ جہاں نہ پانی ہے نہ آدمی۔ اور جو اس وقت کی کیفیت تھی وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان سے معلوم ہوتی ہے۔ بائیبل میں بھی واقعات مذکور ہیں۔ مگر اختصار کے طور پر کیونکہ بائیبل والوں کو

بنو اسمٰعیل سے دشمنی

تھی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیان فرماتے ہیں کہ جب حضرت ابراہیمؑ نے ہاجرہ کو اس بیابان میں چھوڑا تو اس وقت ان کے پاس صرف ایک تھیلی کھجوروں کی اور ایک مشکیزہ پانی کا رکھ دیا۔ اور کہا میں ذرا ادھر جاتا ہوں۔ چونکہ

نبی اور جھوٹ

جمع نہیں ہو سکتے اس لئے وہ جھوٹ تو بول نہیں سکتے تھے۔ اور سچ بولنے سے حضرت ہاجرہ کو جو صدمہ ہوتا تھا وہ بھی سامنے تھا۔ اس لئے انہوں نے صرف اسی قدر کہا کہ میں فی الحال جاتا ہوں۔ کیونکہ الہام کے ذریعہ انہیں بتا دیا گیا تھا۔ کہ پھر دوبارہ انہیں اس وادی میں آنا ہوگا۔ اس وقت قدرتی طور پر بیوی اور بچے کی محبت نے اثر دکھایا۔ انہوں نے اس وادی کو چاروں طرف دیکھا مگر انہیں جھاڑی تک دکھائی نہ دی۔ پانی کا قطرہ تک نظر نہ آیا۔ کھانے کی ایک چیز تک معلوم نہ ہوئی۔ انہوں نے سوچا کہ

ایک مشکیزہ پانی اور ایک تھیلی کھجور

ایک دو دن سے زیادہ کہاں کام دے سکتی ہے۔ پھر سوائے ریت کے ذروں اور آفتاب کی چمک کے اور کوئی چیز میری بیوی اور بچے کے لئے نہیں ہوگی۔ یہ سوچتے ہی ان پر رقت طاری ہوگئی۔ آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ ان کی

آنکھوں کی نمی اور ہونٹوں کی پھڑپھڑاہٹ

سے حضرت ہاجرہ سمجھ گئیں۔ کہ بات کچھ زیادہ ہے وہ حضرت ابراہیمؑ کے پیچھے پیچھے چلیں۔ اور کہا ابراہیمؑ کیا بات ہے۔ مگر حضرت ابراہیمؑ رقت کی وجہ سے جواب نہ دے سکے۔ حضرت ہاجرہ کے دل میں اس سے اور بھی شبہ پیدا ہوا۔ اور انہوں نے اصرار کرتے ہوئے کہا۔ ابراہیمؑ تم ہمیں کہاں چھوڑے جاتے ہو۔ یہاں تو پینے کے لئے پانی نہیں اور کھانے کے لئے غذا نہیں۔ حضرت ابراہیمؑ نے جواب دینا چاہا کہ میں

خدا کے حکم کے ماتحت

ایسا کر رہا ہوں۔ مگر رقت کی وجہ سے آواز نہ نکل سکی۔ تب انہوں نے آسمان کی طرف اپنے دونوں ہاتھ اٹھا دیئے۔ جس کے معنے یہ تھے۔ کہ میں خدا کے حکم کے ماتحت ایسا کر رہا ہوں۔ تب حضرت ہاجرہ

یقین اور ایمان سے پُر ہاجرہ

جو اپنی جوانی کی عمر میں تھی اور جس کا ایک ہی بیٹا تھا۔ جو اس وقت موت کی نذر ہو رہا تھا۔ فوراً حضرت ابراہیمؑ کا پیچھا کرنے سے رک گئی۔ اور کہنے لگی۔ اگر یہ بات ہے تو پھر خدا ہمیں ضائع نہیں کریگا۔ آخر پانی ختم ہوا۔ غذا ختم ہوئی اور باوجود اس کے کہ اس علاقہ میں کوئی چیز نظر نہ آتی تھی۔ حضرت ہاجرہ اپنے بچہ کی تکلیف کو نہ دیکھ کر جو پیاس سے تڑپ رہا تھا ایک ٹیلے پر چڑھ گئیں۔ کہ شاید کوئی آدمی نظر آئے اور اس سے پانی مانگ لیں یا کوئی آبادی دکھائی دے۔ انہوں نے ایک ٹیلے پر چڑھ کر جس حد تک انسانی نظر کام کر سکتی تھی۔ دیکھا اور خوب دیکھا مگر انہیں کہیں پانی کا نشان تک نظر نہ آیا۔ تب وہ اسی گھبراہٹ میں اتریں اور دوڑتی ہوئی دوسرے ٹیلے پر چڑھ گئیں۔ وہاں سے بھی دیکھا مگر پانی کے کوئی آثار نظر نہ آئے۔ چونکہ ٹیلے کی چوٹی سے انہیں اپنا بچہ تڑپتا ہوا دکھائی دیتا تھا اس لئے جب وہ ٹیلے سے نیچے اترتیں۔ تو اس خیال سے کہ نہ معلوم بچے کا کیا حال ہو جائے۔ دوڑ کر اترتیں۔ آج تک حضرت ہاجرہ کے اس واقعہ کی یادگار کے طور پر حج کے ایام میں

صفا اور مروہ

پر دوڑ کر چلا جاتا ہے۔ اور یہ دوڑ کر چلنا اسی رسم کو قائم رکھنے کے لئے ہے۔ جب حضرت ہاجرہ نے اس کرب و اضطراب میں سات چکر کاٹے۔ اور انہیں کوئی چیز نظر نہ آئی۔ اور ان کا دل بیٹھنے لگا تو خدا تعالیٰ کا الہام نازل ہوا کہ اے ہاجرہ خدا نے تیرے بچہ کے لئے سامان کر دیا۔ جا اور اپنے بچے کو دیکھ۔ حضرت ہاجرہ واپس آئیں۔ تو انہوں نے دیکھا جہاں بچہ پیاس کی شدت سے تڑپ رہا تھا وہاں

ایک پرانا چشمہ

ابل رہا ہے۔ جو لوگ پہاڑی مقامات کو جانتے ہیں انہیں معلوم ہے کہ بعض دفعہ بہت پرانے چشمے مٹی وغیرہ سے اٹ جاتے ہیں اور کسی کو یاد تک نہیں رہتا کہ اس

سطح زمین کے نیچے چشمہ

ہے کشمیر میں بھی ایسے چشمے دیکھنے میں آتے ہیں حدیثوں سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ چشمہ پہلے سے تھا۔ بچے نے جب ایڑیاں رگڑیں تو وہ چشمہ پھوٹ پڑا۔ پانی کا تو اللہ تعالیٰ نے اس طرح انتظام کر دیا اب غذا کی فکر تھی۔ اتفاقاً ایک قافلہ راستہ بھول گیا۔ اور وہ اسی جگہ آپہنچا۔ جہاں حضرت ہاجرہ بیٹھی تھیں۔ قافلہ والوں کو پانی کی سخت ضرورت تھی۔ جب انہوں نے وہاں چشمہ دیکھا۔ تو انہوں نے حضرت ہاجرہ کو بڑی بڑی رقوم دیں اور کہا۔ کہ ہم آپ کی رعایا ہو کر یہاں رہینگے ہمیں اس جگہ بسنے کی اجازت دی جائے۔ حضرت ہاجرہ نے انہیں اجازت دیدی پس وہ

حضرت ہاجرہ اور اسمٰعیل کی رعایا

ہو کر وہاں رہنے لگے اور پیشتر اس کے کہ حضرت اسمٰعیل جوان ہو۔ خدا نے اسے بادشاہ بنا دیا۔ آج تک حج کے ایام میں حضرت ہاجرہ کے واقعہ کو یاد دلایا جاتا ہے۔ جبکہ انہوں نے اپنے بیٹے کو وادیٔ غیر ذی ذرع میں چھوڑا۔ آج ہم میں سے جن کو اللہ تعالیٰ توفیق دیتا ہے جاتے ہیں اور اسی جگہ انہی پہاڑیوں کا طواف کرتے ہیں وہ وہاں اپنے بچے چھوڑ کر نہیں آتے۔ حضرت

ابراہیمؑ والی قربانی

کا ان سے مطالبہ نہیں کیا جاتا۔ صرف ان سے یہ اقرار لیا جاتا ہے۔ کہ اگر تمہیں خدا کے لئے اپنے بچوں کی قربانی کرنی پڑے۔ تو تم بشاشت کے ساتھ یہ قربانی کروگے۔ صرف اقرار لیا جاتا ہے۔ کہ اگر تم کو خدا کے لئے کسی وقت اپنے عزیز

کو چھوڑنا پڑے۔ تو تم انہیں چھوڑ دو گے۔ آج ہر وہ شخص جو

صفا و مروہ کا طواف

کرتا ہے ۔ وہ اس عورت کے۔

نقش قدم کا اتباع

کرتا ہے جسے ناقص العقل والدین کہا جاتا ہے۔ اس طواف کے ذریعہ ہر مومن سے یہ اقرار لیا جاتا ہے۔ کہ کم از کم تمہیں ایک عورت سے اپنے ایمان میں زیادہ ہونا چاہیئے۔ ہم اس کے بعد عید کرتے ہیں۔ اس لئے کہ ہم نے اس عہد کو پورا کر دیا جو خدا نے ہم سے لیا۔ اور یہ عید اس بات کی علامت ہے۔ کہ ہم نے اس عہد کو نباہا۔ مگر کیا تم اپنے نفسوں کو ٹٹول کر اور سینوں پر ہاتھ رکھ کر کہہ سکتے ہو۔ کہ تم نے اس عہد کو پورا کیا؟ کیا تمہارا ایمان صرف تمہاری زبانوں تک محدود نہیں۔ کیا واقعی وہ ایمان تمہارے قلوب پر حاوی ہو گیا۔ کیا واقعہ میں اس نے تمہارے

جذبات پر تصرّف

حاصل کر لیا۔ اگر کر لیا۔ تو پھر تمہاری سچی عید ہے۔ اور اگر نہیں بلکہ تمہارا ایمان صرف تمہارے دماغ اور فکر اور زبان تک محدود ہے۔ تو پھر یہ عید تمہارے لئے عید نہیں۔ بلکہ ایک

ماتم کا دن

ہے۔ دیکھو ایک عورت نے اس عورت نے جس کی زندگی کا سہارا ایک ہی بچہ تھا۔ اپنے وطن عزیز اور رشتہ داروں کو خدا تعالیٰ کے لئے چھوڑ کر کیسا نمونہ دکھایا۔ آج خدا اس نمونہ کو قائم کر کے عورتوں سے کہتا ہے۔ کہ تم میں سے ہی ایک عورت تھی۔ جس نے خدا کے لئے یہ نمونہ دکھایا۔ کیا تم اس سے نرالی ہو۔ کہ تمہیں

اللہ تعالیٰ کے راستہ میں مصائب برداشت کرنا

دو بھر معلوم ہوتا ہے۔ اسی طرح وہ مردوں سے کہتا ہے۔ کہ تمہیں شرم کرنی چاہیئے۔ ایک عورت نے نحیف ہو کر کمزور ہو کر بے بضاعت ہو کر جب یہ نمونہ دکھایا۔ تو کیا تم مرد ہو کر جنہیں زیادہ قوتیں دی گئی ہیں۔ قربانی سے ہچکچاتے ہو۔ لوگ کہتے ہیں۔ کہ ہم نے خدا کے مسیح کو قبول کیا۔ اور ہمیں اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں کو چھوڑنا پڑا۔ مگر میں کہتا ہوں تم سے کون ہے۔ جس نے حضرت

ہاجرہؓ سے زیادہ قربانی

کی ہو۔ جس نے اپنے آپ کو ان حالات میں سے گزارا ہو۔ جن کے ماتحت حضرت ابراہیمؑ نے اپنے ہاتھوں کو آسمان کی طرف اٹھا دیا۔ اور یقین سے پُر ہاجرہؓ نے کہا۔

اذاً لا یضیّعنا

ہم کو بھی خدا کے ایک مامور کی صحبت نصیب ہوئی۔ ہمیں بھی اس پر ایمان لانے کا موقع عطا ہوا۔ مگر کیا ہم جو اس مامور پر ایمان لائے۔ دعوے سے کہہ سکتے ہیں۔ کہ ہم نے حضرت ہاجرہؓ جیسی قربانی کی؟ کیا ہمیں دشمنوں کی عداوت کو دیکھ کر یہ نہیں کہنا چاہیئے۔ اذاً لا یضیّعنا اگر حضرت ہاجرہؓ کے دل میں اسمٰعیل کی اس تڑپ اور موت کی سی حالت کو دیکھ کر کرب و اضطراب پیدا ہوتا ہے۔ اور وہ بے تابانہ صفا و مروہ پر دوڑتی اور سات چکر لگاتی ہیں۔ تو کیا محمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لائے ہوئے دین کے لئے جبکہ ہم اس دین کو آج موت کی حالت میں دیکھ رہے ہیں۔ ہمارے دلوں میں کرب و اضطراب پیدا نہیں ہونا چاہیئے۔ ہم اس بات کے دعویدار ہیں۔ کہ ہم حضرت مسیح موعود پر ایمان لا کر

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صحابہؓ

میں داخل ہو گئے۔ مگر کیا ایمان اسی بات کا نام نہیں۔ کہ اپنی ہر چیز جس کے مقابل پر ہماری نظر دل میں ہیچ ہو جائے۔ اور جس طرح حضرت ہاجرہؓ نے اپنے بچہ کے لئے قربانی کی۔ ہم

اسلام کے لئے قربانی

کریں۔ یقیناً اگر غور کرو گے تو تمہیں معلوم ہو گا۔ کہ آج دین کی نہایت ہی نازک حالت ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس حالت کو

ایک بیمار بچہ

سے تشبیہ دی ہے۔ آپ فرماتے ہیں ۔

> ہر طرف کفر است جوشاں ہمچو افواج یزید
> دینِ حق بیمار و بے کس ہمچو زین العابدین

آج کفر اسی طرح زور و طاقت میں ہے۔ جس طرح

یزید کی فوجیں

زور و طاقت میں تھیں۔ اور اسلام اسی طرح بیمار و بے کس ہے۔ جس طرح

زین العابدین

جن کے باپ اور رشتہ دار جو دشمن کے مقابلہ کی طاقت رکھتے تھے۔ مارے گئے تھے۔ اور وہ خود

بے کسی کی حالت

میں تڑپ رہے تھے۔ آپ فرماتے ہیں۔ آج دین کی وہی حالت ہے۔ جو زین العابدین کی تھی۔ اور کفر کی وہی حالت ہے۔ جو یزید کی افواج کی تھی ؁

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے محمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لائے ہوئے دین کو ایک بچہ سے تشبیہ دی ہے۔ اور ہمیں اس امر کی طرف توجہ دلائی ہے۔ کہ دیکھو حضرت ہاجرہؓ نے اپنے بچہ کے لئے جو تڑپ دکھلائی کیا تم محمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لائے ہوئے دین کے لئے ویسی تڑپ دکھانے کے لئے تیار نہیں اگر واقعہ میں ہمارے دلوں میں اسلام کی محبت ہے۔

قرآن کریم کی عظمت

ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا عشق ہے۔ تو پھر دنیا کی مخالفتیں کچھ حقیقت نہیں رکھتیں۔ ایک اور صرف ایک خیال تمہارے دلوں میں ہونا چاہیئے۔ اور وہ یہ کہ اس وقت اسلام کو مٹانے کے لئے دنیا متحد ہو رہی ہے۔ آج لوگوں کے دلوں سے

قرآن کا نور

مٹ گیا قلوب کی صفائی جاتی رہی۔ وہ تعلیم جو دنیا کو اپنے پاؤں پر کھڑا کرنے کے لئے آئی تھی ۔ آج خود زمین پر مسلی جا رہی ہے۔ وہ نبی جو دنیا کو گناہوں سے پاک کرنے کے لئے آیا تھا۔ آج

ہر قسم کے عیوب اور گناہ

اس کی طرف منسوب کئے جا رہے ہیں۔ وہ دین جو دنیا کو ترقی دینے اور مردوں کو زندہ کرنے کے لئے آیا تھا۔ آج خود اس کا گلا گھونٹا جا رہا ہے۔ کوئی نہیں جو اس کا درد رکھتا ہو۔ کوئی نہیں۔ جو اس کی اشاعت کا خیال رکھتا ہو۔ دل مردہ ہو چکے۔ آنکھوں کی بینائی جاتی رہی۔ اور محبت مفقود ہو گئی آج لوگوں کی تمام غیرتیں صرف اپنے

نفوس کے لئے

رہ گئی ہیں۔ آج ان کی تمام قوتیں صرف اپنی بڑائی اور شان و شوکت کے حصول کے لئے صرف ہو رہی ہیں۔ صرف ایک۔ ہاں صرف تم جو دنیا میں کمزور سمجھے جاتے ہو۔ تم جو دنیا میں حقیر سمجھے جاتے ہو

تمہیں خدا نے چنا ہے

تا تم سے وہ اپنے دین کی اشاعت کا کام لے۔ جس طرح آج سے ہزارہا سال پہلے خدا نے حضرت اسمٰعیلؑ کو چنا۔ اور انہیں ایک وادی غیر ذی زرع میں رکھنے کا حکم دیا۔ اسی طرح ہاں اسی طرح خدا نے تم کو چن لیا۔ اور تمہیں بھی اپنے

عزیزوں سے جدا

ہونا پڑا۔ تمہاری مائیں بھی تڑپتی ہیں۔ جب تمہیں تبلیغ کے لئے دور دراز ملکوں میں جانا پڑتا ہے۔ مگر انہیں کیا پتہ۔ کہ حضرت ہاجرہؓ کا دل بھی اسی طرح تڑپتا تھا۔ مگر اس نے خدا کے لئے مصائب کو برداشت کیا۔ چند دن ہوئے مجھے ایک ماں نے واقعہ سنایا۔ اس کا ایک بچہ جو نہایت ہی نیک تھا۔ فوت ہو گیا ہے۔

اللہ تعالےٰ اس کی مغفرت کرے۔ اس نے بتایا کہ امرت سر میں جب ایک دفعہ جلسہ روک دیا گیا اور ارادہ ہوا کہ دوبارہ اسی جگہ جلسہ کیا جائے تو اس وقت مخالفت بہت زیادہ تھی اور لوگ کہتے تھے کہ اگر احمدی جلسہ کریں گے تو ہم انہیں ماریں گے اس عورت نے سنایا۔ میرا لڑکا آیا اور کہنے لگا اماں جی میں امرت سر چلا ہوں۔ میں نے کہا بیٹا میں نے تو سنا ہے مخالفت بہت زیادہ ہے اور لوگ کہتے ہیں۔ ہم احمدیوں کو ماریں گے وہ کہنے لگا باقی لوگ جو وہاں جائیں گے۔ وہ بھی تو

اپنی ماؤں کے بچے

ہونگے۔ اگر ساری مائیں یہی کہنے لگ جائیں۔ تو پھر دین کی خدمت کون کریگا۔ تو کئی مائیں ہیں جن کے دلوں میں یہ خیال آتا ہوگا۔ کہ ان کے بچے

دین کی خدمت

کے لئے گئے ہوئے ہیں۔ نہ معلوم ان کا کیا حال ہوگا۔ اور کئی بچے ہیں جو خیال کرتے ہونگے کہ اگر ہم دین کی خدمت کے لئے نکلے۔ تو ہماری مائیں کیا کریں گی۔ میں ایسی ماؤں اور بچوں سے کہتا ہوں۔ کہ حضرت ہاجرہ کا بھی ایک بچہ تھا اور حضرت اسمٰعیل کی بھی ماں تھی اور

حضرت ہاجرہ کے احساسات

[illegible] کیونکہ جتنی جتنی معرفت بڑھتی چلی جائے۔ اتنے ہی احساسات تیز ہوتے جاتے ہیں چنانچہ دیکھ لو موٹی عقل والے زیادہ تکالیف بغیر کسی قسم کے احساس کے برداشت کرلیں گے مگر جیسے جیسے انسان تعلیمیافتہ ہوتا چلا جائے۔ اس کی حس بڑھتی جاتی ہے۔ اسی طرح جتنا زیادہ کوئی شخص

خدا کا مقرب

ہوتا جائے۔ اس کی حس بھی اسی نسبت سے ترقی کر جاتی ہے اسی لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لعلک باخع نفسک الایکونو مومنین۔ لوگوں کے مومن نہ ہونے کا ہمیں بھی صدمہ ہوتا ہے مگر

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صدمہ کی کیفیت

بالکل جداگانہ ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ تجھ پر اس صدمے کا اتنا اثر ہے کہ گویا تجھ پر یہ چھری چل رہی ہے۔ جس سے گردن ہی کٹ جائے گی۔ باخع تلوار کے گردن کی پچھلی رگ تک پہنچ جانے کو کہتے ہیں۔ یہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عرفان اور

حس کی زیادتی

کا ثبوت ہے۔ پس یاد رکھو ہم پر ایک بہت بڑی ذمہ داری عائد ہے۔ اور

ہماری حقیقی عید

اسی دن ہوگی جب ہم حقیقی طور پر اپنی ذمہ داری کو پورا کریں گے وہی دن ہمارے لئے عید کا دن ہوگا اور اسی دن خوش ہونا ہمارے لئے حقیقی خوشی کا باعث ہوگا۔ اور اس دن ہمارا حق ہوگا کہ ہم

عرش کے کنگرے

پکڑ کر کہیں کہ اے خدا ہم نے اپنے فرائض کو پورا کر دیا۔ اب تو اپنے انعامات سے ہمیں سرفراز فرما۔ اور یقیناً خدا تمہیں اپنے انعامات دیگا۔ پس مومن وہی ہے جو اس عید کے لئے تیاری کرے۔ اس دن جو بھی وہ دعا کرے گا۔ خدا اسے قبول کریگا۔ بلکہ خدا کہیگا کہ میرے بندے مانگ کہ میں تجھے دوں اس دن خود خدا کو غیرت آئے گی۔ اور کہیگا میرا بندہ مجھ سے کیوں نہیں مانگتا اس دن وہ

اجڑے ہوئے گھر

جن کو آج دنیا ویران خیال کرتی ہے۔ آباد کردئے جائیں گے وہ دنیا کا مرکز بن جائیں گے اور جس طرح حج کے لئے لوگ مکہ میں جاتے ہیں۔ اس طرح وہ لوگ جو دین کے لئے قربانی کرنے والے ہیں ان کے گھر بھی

لوگوں کا مرکز

ہو جائیں گے۔ قربانی بے شک بڑی ہے مگر انعام اس سے بھی بڑے ہیں۔ میں نے ابھی کہا تھا کہ اگر حضرت ابراہیم کی قربانی کے نتائج اس وقت دشمنوں کو معلوم ہو جاتے۔ تو وہ بھی اپنی اولادوں کو قربان کرنے کے لئے تیار ہو جاتے اور بڑے بڑے دشمن تمنا کرتے کہ کاش ہم سے سب کچھ لے لیا جائے۔ اور ہماری اولاد کو اس وادی میں رہنے کے لئے جگہ دی جائے۔ یہی حال آئندہ ہونے والا ہے آج جو لوگ تم میں سے سچے طور پر

اسلام کی خدمت

کے لئے نکلیں گے۔ خدا ان کے لئے وہی نمونہ دکھائیگا جو اس نے حضرت ابراہیم کی اولاد کے لئے دکھایا۔ وہ اور اس کی اولاد ہمیشہ کے لئے اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کے بے انتہا فضلوں کی وارث ہوگی اور وہ کبھی نہ اس جہان میں ضائع کئے جائیں گے اور نہ اگلے جہان میں پس آج ایک موقع ہے وہ شخص جو عقل رکھتا ہے اس سے فائدہ اٹھائیگا مگر وہ جو نادان ہے۔

کاش وہ پیدا ہی نہ ہوتا

کیونکہ اس قدر عظیم الشان موقع ملنے کے باوجود وہ اس سے فائدہ اٹھانے سے محروم رہا۔

خطبہ ثانی میں فرمایا۔

ہر دن کی کچھ نہ کچھ ذمہ داریاں ہوتی ہیں۔ عید کے دن جو ذمہ داری ہم پر عائد ہوتی ہے۔ اس کے اظہار کے لئے اس دن اسلام نے عبادت زیادہ کر دی اور اس طرح بتایا کہ ہر خوشی کے موقعہ پر اللہ تعالےٰ کے حضور جھکنا چاہیئے کیونکہ وہی

تمام خوشیوں کا منبع

ہے۔ عید کیا ہے یہ ایک صفائی کا دن ہے اور اس دن ایک اور عبادت رکھ کر سمجھایا کہ حقیقی صفائی عبادت سے ہی ہوتی ہے۔ مگر یہ صفائی انہی کو نصیب ہوتی ہے۔ جو مایوس نہیں ہوتے۔ کئی لوگ ایسے ہیں جو اپنی زندگی کے گناہ دیکھ کر کہہ دیا کرتے ہیں کہ کیا خدا ہمیں بھی معاف کر سکتا ہے؟ حالانکہ اگر یہ سمجھا جائے کہ کوئی ایسا گناہ بھی ہے۔ جسے خدا بخش نہیں سکتا۔ تو میرے نزدیک اس کا صاف طور پر یہ مطلب ہوگا کہ خدا بڑا نہیں بلکہ نعوذ باللہ شیطان بڑا ہے۔ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے۔ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا۔ خدا تعالےٰ تمام قسم کے گناہوں کو بخش دیتا ہے۔ اور نہ صرف گناہ بخشتا ہے بلکہ وہ انسان کو

اعلیٰ درجہ کی روحانی ترقیات

بھی عطا کرتا ہے۔ صرف اپنے دل میں تبدیلی پیدا کرنی چاہیئے جب ہم بچے تھے۔ تو ہم سکول کی کتابوں میں ایک نہایت ہی لطیف حکایت پڑھا کرتے تھے۔ لکھا ہے کہ

سید عبدالقادر صاحب جیلانی

جب بارہ تیرہ سال کے ہوئے تو ان کی والدہ نے انہیں اپنے کسی عزیز کے پاس بھیجا۔ کہ وہ انہیں کوئی پیشہ سکھا دے یا تجارت کے کسی کام میں ان کی مدد کرے۔ ان کے پاس بیس پچیس اشرفیاں تھیں۔ ان کی والدہ نے کہا یہ تمہارے

باپ کا ورثہ

ہے۔ میں انہیں گدڑی میں سی دیتی ہوں۔ جب منزل مقصود پر پہنچنا۔ تو نکال لینا۔ جس قافلے کے ساتھ وہ جا رہے تھے۔ اتفاقاً راستہ میں اس پر ڈاکہ پڑا اور ڈاکہ والوں نے سب کچھ لوٹ لیا۔ کسی ڈاکو نے گذرتے ہوئے ان سے بھی پوچھا کہ کیا تمہارے پاس بھی کوئی چیز ہے۔ انہوں نے بیس یا پچیس جتنی اشرفیاں تھیں بتا دیں۔ اس نے کہا چل بیوقوف۔ مجھ سے مخول کرتا ہے تیرے پاس اشرفیاں کہاں سے آئیں۔ انہوں نے کہا نہیں میں مخول نہیں کرتا میرے پاس واقعی اشرفیاں ہیں اس نے سمجھا یہ پاگل ہے اور چھوڑ کر چلا گیا۔ پھر کوئی دوسرا ڈاکو گذرا۔ اور اس نے پوچھا تو اسے بھی انہوں نے سچ بتا دیا۔ آخر وہ ڈاکو

انہیں پکڑ کر اپنے سردار کے پاس لے گئے اور کہا ہم اس سے پوچھتے ہیں تو یہ کہتا ہے۔ کہ میرے پاس بیس پچیس اشرفیاں ہیں۔ ہمیں تو اعتبار نہیں آتا۔ اب آپ کے پاس لائے ہیں جو حکم ہو۔ اس طرح کیا جائے۔ اس نے کہا اس کی گدڑی پھاڑ دو۔ جب انہوں نے گدڑی پھاڑی تو اس میں سے اشرفیاں نکل آئیں۔ انہوں نے اس پر بڑی حیرت کا اظہار کیا اور کہا تیری گدڑی تو کسی نے دیکھی نہیں تھی۔ پھر تو نے یہ راز کیوں افشا کر دیا۔ انہوں نے نہایت سادگی سے کہا پھر میں

جھوٹ کس طرح بولتا

چوروں پر اس کا اتنا اثر ہوا کہ وہ اسی وقت تائب ہو گئے اور سوانح والے لکھتے ہیں کہ وہی ڈاکو بعد میں بہت بڑا ولی بن گیا۔ اسی طرح

شبلی رضؓ

جو مشہور صوفی گذرے ہیں اور تمام عالم اسلام ان کا ادب اور احترام کرتا ہے وہ ایک علاقہ کے گورنر تھے مگر نہایت ہی ظالم و جابر۔ جس طرح

حجاج بن یوسف

اپنے ظلم کی وجہ سے بدنام ہے اسی طرح وہ بھی اپنے ظلموں کی وجہ سے بدنام تھے بلکہ حجاج بن یوسف تو شاید ظالم تھا یا نہیں کیونکہ اس کے متعلق اختلاف ہے۔ شبلی خود کہتے ہیں کہ میں نہایت ہی

ظالم و جابر گورنر

تھا۔ اور کوئی فتنہ نہیں تھا جس سے مجھے احتراز ہو۔ ہر گناہ کا میں مرتکب ہوا اور ہر ظلم میں میں نے حصہ لیا۔ ان کی ہدایت کا جو اللہ تعالیٰ نے ذریعہ بنایا وہ یہ تھا کہ ایک دفعہ وہ بادشاہ کے دربار میں بیٹھے تھے کہ ایک جرنیل پیش ہوا جس نے بہت بڑی

جنگی خدمات

سرانجام دی تھیں۔ بادشاہ نے اسے بر سر دربار خلعت دیا لیکن بدقسمتی سے وہ رومال لانا بھول گیا تھا۔ اتفاق ایسا ہوا کہ اسے نزلہ تھا۔ چھینک جو آئی تو نزلہ بہنے لگا۔ اب اگر نزلہ نہ پونچھتا تو بدنما معلوم ہوتا۔ اور اگر پونچھتا تو کوئی چیز نہ تھی آخر اس نے نظر بچا کر اسی خلعت سے ناک صاف کر لیا۔ مگر بادشاہ کی نظر پڑ گئی۔ وہ اپنے

عطا کردہ خلعت

کی اس بے قدری کو برداشت نہ کر سکا۔ اس نے نہایت ہی غصہ میں کہا۔ کہ اس کا خلعت اتار لو اور اس کی تمام جائداد ضبط کر لو۔ ہم نے ایک خلعت دیا مگر اس نے اس کی بے قدری کی۔ شبلی نے جب یہ نظارہ دیکھا۔ تو ایک دم ان کی چیخیں نکل گئیں۔ اللہ تعالیٰ ایک تغیر کا وقت لاتا ہے۔ اس وقت خدا کے حضور یہی مقدر تھا۔ کہ ہدایت دے۔ بادشاہ نے پوچھا شبلی تمہیں کیا ہو گیا مگر ان پر ایسی رقت طاری تھی کہ کچھ دیر تک جواب نہ دے سکے اور جب اصرار کیا گیا تو انہوں نے کہا۔ بادشاہ سلامت میرا استعفیٰ منظور کیجئے۔ بادشاہ نے کہا کیا تو پاگل ہو گیا ہے انہوں نے کہا میں پاگل تو نہیں ہوا۔ مگر اب مجھے وہ بات سمجھ آ گئی۔ جو پہلے میں سمجھ نہیں سکا تھا۔ میں نے آج تک ہر کام آپ کے خوش کرنے کے لئے کیا مگر اب یہ نظارہ دیکھنے سے مجھے معاً خیال آیا کہ اس جرنیل نے کتنی بڑی خدمات سرانجام دی تھیں۔ اپنی جان جوکھوں میں ڈالکر بیوی کو بیوہ ہونیکے خطرہ میں اور بچوں کو یتیم ہونیکے خطرہ میں ڈال کر سالہا سال تک تکالیف برداشت کرتا رہا اس کے بدلہ میں آپ نے جو اسے خلعت دیا وہ اس کی خدمات کے مقابلہ میں کیا حقیقت رکھتا ہے۔ مگر اس کی ایک

معمولی سی فروگذاشت

پر آپ نے اس پر اتنا عتاب نازل کیا اس کا خلعت اتار لیا اس کی جائداد ضبط کر لی۔ اور اسے بر سر دربار ذلیل کیا۔ مجھے بھی خدا نے ایک خلعت دی تھی مگر میں نے اپنے گناہوں کی وجہ سے اسے سر سے پیر تک خراب کر لیا ہے اب مجھے اجازت دی جائے کہ میں اپنی باقی عمر ان گناہوں کے داغوں کو دھونے میں صرف کر دوں لکھا ہے وہ اتنے سخت ظالم تھے کہ وہ کئی صوفیا کے پاس گئے اور کہا میری

توبہ قبول ہو سکتی ہے

یا نہیں مگر سب نے یہی کہا۔ کہ تو اتنے ظلم کر چکا ہے کہ اب تیری توبہ قبول ہونے کی کوئی صورت نہیں۔ آخر حضرت جنید رضؓ یا کسی اور بزرگ کے پاس (مجھے ٹھیک یاد نہیں) وہ گئے اور انہوں نے کہا۔ کہ ہاں توبہ قبول ہو سکتی ہے مگر یہ شرط رکھی کہ جن جن پر تم نے ظلم کیا ہے ان تمام کے دروازوں پر جاؤ۔ اور ہر ایک سے معافی مانگو۔ آخر وہ

ہر شخص کے دروازہ پر

گئے اور انہوں نے معافی مانگی۔ اب وہی شبلی روحانی بادشاہوں میں شمار ہوتے ہیں اور انہیں روحانیات میں بہت بڑا درجہ اور مقام حاصل ہے۔ پس انسان کے لئے ہر وقت

مدارج کا دروازہ

کھلا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے انبیاء اسی لئے آیا کرتے ہیں کہ تا وہ لوگوں کو گڑھوں سے نکالیں اور انہیں

روشنی کے بلند مینار

پر کھڑا کر دیں۔ پس یہ مت خیال کرو کہ تمہارے اندر کمزوریاں پائی جاتی ہیں اللہ تعالیٰ کے حضور جھکنے سے یہ تمام کمزوریاں دور ہو سکتی ہیں۔ اسی لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فرماتے ہیں کہ انسان کی توبہ اس وقت تک اللہ تعالیٰ قبول کرتا ہے۔ مالم یغرغر جب تک اس پر موت طاری نہیں ہوتی اور جب تک اس کا دماغ پراگندہ نہیں ہو جاتا۔ پس ان باتوں سے ڈرنا اور گھبرانا نہیں چاہیئے۔ بلکہ ہمیشہ ترقی کے لئے کوشش کرتے رہنا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ ایک نبی بھیج کر تمہیں موقع دیا ہے۔ اس موقع کی قدر کرو اور اسے ضائع نہ ہونے دو میں

اللہ تعالیٰ سے دعا

کرتا ہوں کہ وہ ہمیں دین کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ اور نہ صرف ہمیں اپنے نفوس کی اصلاح کا موقع دے بلکہ ہمیں

دوسروں کی اصلاح کا جذبہ

بھی عطا فرمائے۔ اور اس عظیم الشان موقع سے جو بہت ہی کم لوگوں کو نصیب ہوا کرتا ہے۔ فائدہ اٹھانے کی توفیق دے۔ یہ ایسا مبارک وقت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی فرمایا ہے کہ اس وقت ایمان لانے والے سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں شامل ہونگے۔ میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ اس کا فضل ہمارے شامل حال ہو اور وہ ہماری ناچیز قربانیوں کو قبول۔

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

گاندھی جی سے وہائٹ پیپر کے متعلق اپنی رائے ظاہر کرنے کے لئے حکومت کی طرف سے درخواست کی داستان ہیں ہندو اخبارات بڑی شدومد سے شائع کرتے رہے ہیں۔ بلکہ اس درخواست کے جواب میں گاندھی جی کا مکتوب بنام وائسرائے بھی شائع کیا جا چکا ہے۔ ۱۱ اپریل کو اسمبلی کے ایک اجلاس میں ایک ممبر نے مطالبہ کیا۔ کہ گاندھی جی اور وائسرائے کے درمیان خط و کتابت شائع کر دی جائے۔ اور نیز اس کے پیش نظر حکومت اپنی حکمت عملی واضح کر دے۔ مسٹر ہیگ نے اس کے جواب میں کہا۔ کہ یہ تمام داستان فرضی ہے۔ حکومت نے گاندھی جی سے قرطاس ابیض کے متعلق اپنی رائے ظاہر کرنے کی کبھی درخواست نہیں کی۔ اور نہ ہی انہوں نے خود کوئی ایسا بیان دیا ہے۔ حکومت کی حکمت عملی وہی ہے۔ جو پہلے کئی بار واضح کی جا چکی ہے۔

میونسپل ایمنڈمنٹ بل پر رائے بہادر چوہدری چھوٹو رام نے ایک تبصرہ کیا ہے جس میں لکھا ہے کہ یہ بل بے حد رجعت پسندانہ بے حد نقصان دہ بے محل۔ بے وقعت اور مقتضیات زمانہ کے خلاف ہے۔ اور وزیر بلدیات کا پہلو۔ قومیت۔ جمہوریت اور حب وطن کے پاک جذبات سے بالکل خالی ہے۔

پنجاب کونسل میں ۱۱ اپریل کو دیہاتی قرضوں کی تحقیقاتی رپورٹ پر بحث ہوئی۔ زمیندار پارٹی کی طرف سے اس کی سخت مذمت کی گئی۔ اور اسے ساہوکاروں کے لئے فائدہ بخش اور زمینداروں کے لئے مضر قرار دیا گیا۔ موجودہ قانون کے رو سے زمیندار کی کل زمین غیر منقولہ منتقل نہیں ہو سکتی۔ لیکن کمیٹی نے یہ تحفظ اڑا دینے کی تجویز کی ہے۔ اور شرح سود زیادہ سے زیادہ ۷ ۱/۲ فیصدی مقرر کئے جانے کی سفارش کی ہے۔

سر سکندر حیات خاں نے ۱۰ اپریل کو اپنے دولتکدہ پر سر جافری ڈی مانٹ مارنسی گورنر کو شاندار دعوت طعام دی۔

بیگو سرائے ضلع مونگھیر کے ایک سوداگر کو جو غیر ملکی تمباکو فروخت کرتا تھا۔ پہلے ایک خط موصول ہوا۔ کہ اگر وہ اس تجارت کو بند نہ کریگا۔ تو انجام خطرناک ہوگا۔ چونکہ اس نے اس کی کوئی پرواہ نہ کی۔ اس لئے ۱۰ اپریل کو اس کے مکان پر بم پھینکا گیا۔ جس سے اس کا لڑکا ہلاک اور ایک ملازم زخمی ہو گیا۔

دارالعوام میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے ۱۰ اپریل کو وزیر ہند نے کہا۔ کہ بنگال آرڈیننس کے ماتحت اس وقت ۱۳۵۰ شاہی قیدی ہیں۔ اور ان سب کو گذر اوقات کے لئے الاؤنس دیا جاتا ہے۔ نیز اگر کسی شخص پر اس کے خاندان کا بار ہو۔ تو اہل خاندان کو بھی وظیفہ دیا جاتا ہے۔ نیز ایک صد دہشت پسند انڈیمان بھیج دیئے گئے ہیں ان میں زیادہ تر بنگالی ہیں۔

برلن سے ۱۱ اپریل کی خبر ہے۔ کہ نازیوں نے سول سروس کے نئے قواعد بنائے ہیں۔ اور اب اس میں صرف آریائی نسل کے لوگ لئے جائیں گے۔ اور موجودہ حکومت کے قیام سے پہلے کے جو ہزاروں اشخاص ملازمت میں منسلک ہیں۔ وہ سب علیحدہ کر دئے جائینگے۔

کوپن ہیگن سے ۱۱ اپریل کی خبر ہے کہ باوردی نازی ڈنمارک اور جرمنی کی سرحد کو عبور کر کے ڈنمارک میں داخل ہو رہے ہیں۔ اس لئے ڈنمارک کی حکومت نے قانون جاری کر دیا ہے کہ پولیٹیکل وردی پہننا اور بلے وغیرہ لگانا جرم ہے۔

مہاشہ کرشن کے بیٹے ویریندر کو ۱۸۱۸ء کے ریگولیشن کے ماتحت گرفتار کر لیا گیا تھا۔ چند روز ہوئے وہ سخت بیمار ہو گئے۔ اس لئے ۱۱ اپریل انہیں رہا کر دیا گیا۔ لیکن ایک نوٹس پر تعمیل کرائی گئی ہے کہ وہ بغیر اجازت لاہور سے باہر نہیں جا سکتے۔

نواب چھتاری کے گورنر مقرر ہونے پر لندن میں طرح طرح کی قیاس آرائیاں ہو رہی ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ حکومت کا ارادہ ہے کہ آئندہ گورنری کی جو اسامیاں خالی ہوں۔ وہ ہندوستانیوں کو دی جائیں۔ اسی سلسلہ میں یہ بھی خبر ہے کہ نئے آئین کے نفاذ پر سر میلکم ہیلی کو ہندوستان کا وائسرائے مقرر کیا جائیگا اور اسی لئے ان سے استعفیٰ داخل کرایا گیا ہے۔

نام نہاد جمعیتہ العلماء دہلی کے ایک مولوی کو سپیشل پاورز ایکٹ کے ماتحت نوٹس دیا گیا ہے کہ دہلی سے فوراً نکل جاؤ۔ مولوی مذکور ابھی چھ ماہ کی سزا کاٹ کر آیا ہے۔

چینی اور جاپانی جنگ کے متعلق تازہ ترین اطلاع مظہر ہے کہ چینیوں کو دیوار چین سے پرے ہٹانے کے لئے جاپانی افواج زبردست حملے کر رہی ہیں۔ اور انہوں نے چینیوں کو ساہو چینید کا مقام دوبارہ خالی کر دینے پر مجبور کر دیا ہے۔

حکومت پنجاب نے ننکانہ کے سابق مہنت نرائن داس کے لئے ننکانہ صاحب میں داخلہ کی ممانعت میں مزید چھ ماہ کی توسیع کر دی ہے۔

معاصر اکالی کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ عنقریب امرتسر سے دوبارہ جاری کیا جائیگا۔ اور سردار منگل سنگھ اس کے ایڈیٹر ہونگے۔

اسمبلی کے اجلاس میں ۱۱ اپریل کو ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے سکرٹری امور خارجہ نے بتایا۔ کہ مولانا اسمٰعیل غزنوی کو مکہ جانے کی اجازت اس لئے نہیں دی گئی۔ کہ ہندوستان اور اس کے باہر ان کی سرگرمیوں کا ریکارڈ اچھا نہیں

سناتن دھرم مہاسبھا کا اجلاس ۱۲ اپریل کو ہردوار میں منعقد ہوا۔ مالوی جی صدر تھے۔ جگت گورو شنکر آچاریہ نے مندروں میں اچھوتوں کے داخلہ کے سوال پر انہیں بحث کا چیلنج دیا۔ اور مالوی جی یہ کہنے پر کہ آپ کو بولنے کا حق نہیں۔ ان کے ساتھیوں نے مالوی جی پر حملہ کر دیا۔ ایک دوسرے کو فحش گالیاں دی گئیں۔ فساد کا چونکہ سخت خطرہ تھا۔ اس لئے مالوی جی نے جلسہ منتشر کر دیا۔

گاندھی جی۔ سر سپرو۔ سر جیاکر۔ پنڈت مالوی وغیرہ کے خلاف مسٹر ہر کرے نے ڈسٹرکٹ جج پونا کی عدالت میں اس بنا پر دعوٰی دائر کیا ہے۔ کہ ان لوگوں نے فیڈریشن فوجی اور مالی تحفظات کے متعلق وائٹ پیپر کی تجاویز پر جو نکتہ چینی کی ہے۔ وہ ملک معظم کی حکومت کے مفاد کے منافی ہے اور ملکہ وکٹوریہ کے اعلان کے خلاف ہے۔ مدعی نے یہ مقدمہ اپنی، ملک معظم کی حکومت اور والیان ریاست کی طرف سے دائر کیا ہے۔

پنجاب کے نئے گورنر سر ہربرٹ ولیم ایمرسن ۱۲ اپریل کو سپیشل ٹرین سے لاہور پہنچے۔ سٹیشن پر سرکاری افسران و دیگر معززین نے استقبال کیا۔ بارہ بجے کے بعد ہائی کورٹ میں آپ نے حلف لیا۔ اس تقریب پر تمام سرکاری عہدیدار اور شرفاء معززین موجود تھے۔ آپ جلوس کی صورت میں آئے۔ چیف جسٹس سر شادی لال نے حلف نامہ پڑھا جسے گورنر صاحب ساتھ ساتھ دہراتے گئے۔ بعد ازاں چیف سکرٹری نے چارج شیٹ پر ان کے دستخط کر دئے اور ان کی اجازت سے تقریب ختم کر دی۔

دہلی میونسپلٹی کے حسابات میں معلوم ہوا ہے کہ پچاس ہزار روپیہ کا غبن ہو چکا ہے۔ جو پانچ سال سے ہو رہا تھا۔ مگر کسی کو علم نہ ہو سکا۔

مقدمہ سازش میرٹھ کے ۲۴ ملزموں کی طرف سے جو اپیل الہ آباد ہائی کورٹ میں دائر ہے۔ اس کی سماعت ۱۰ اپریل سے سر جسٹس شاہ محمد سلیمان نے شروع کر دی ہے

ریاست بھوپال کے انسپکٹر جنرل پولیس کی طرف سے اخبار ریاست کے مالک پر جو مقدمہ دائر ہے۔ اس میں

عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر غلام نبی